REGD No P-67

ہفت روزہ بدر قادیان

WEEKLY BADR QADIAN

جلد ۱۶ — شمارہ ۴

ایڈیٹر محمد حفیظ بقاپوری

فی پرچہ ۱۵ نئے پیسے

۲۶ صلح ۱۳۴۶ ہش | ۱۵ شوال ۱۳۸۶ھ | ۲۶ جنوری ۱۹۶۷ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۴ جنوری۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۱۷ جنوری کی رپورٹ مظہر ہے کہ:-

حضور انور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

قادیان ۲۴ جنوری۔ آج صبح سات بجے ہندوستانی احمدیوں کا ایک قافلہ حسینی والا بارڈر کے راستہ جلسہ سالانہ ربوہ میں شمولیت کی۔ قافلہ قادیان سے بسوں پر روانہ ہو گیا۔ ۲۷ جنوری کو قافلہ واپس لوٹے گا۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں سب کا حافظ و ناصر ہو اور اس بابرکت سفر کو سب کے لئے موجب برکت و رحمت بنا دے اور بخیریت سے دارالامان واپس لائے۔ آمین

حیدرآباد میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کا ورودِ مسعود

جماعتی اجتماعات میں آپ کے روح پرور خطاب

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب مالاباری انچارج احمدیہ مسلم مشن حیدرآباد

خدا تعالیٰ کا خاص فضل و احسان ہے کہ رمضان مبارک کے مقدس ایام میں جماعت احمدیہ حیدرآباد کو انفرادی و اجتماعی عبادات و دعاؤں کے بہترین مواقع میسر آئے الحمد للہ۔ خاص کر ان ایام میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کا ایک چشم و چراغ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مدظلہ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان کے ورود مسعود سے ان ایام کی رونق اور دوبالا ہو گئی۔

محترم صاحبزادہ صاحب کی تشریف آوری اور پرجوش استقبال

مورخہ ۲۳ دسمبر ۱۹۶۶ء بروز جمعہ کی شام کو اطلاع موصول ہوئی کہ محترم صاحبزادہ صاحب بذریعہ ہوائی جہاز بروز ہفتہ حیدرآباد میں تشریف لا رہے ہیں۔ یہ پُر مسرت خبر حتی الوسع تمام احباب جماعت تک پہنچانے کی کوشش کی گئی جس سے تمام جماعت میں خوشی اور مسرت کی لہر دوڑ گئی۔

چنانچہ اگلے روز بعد نماز عصر جیپ کاروں موٹر سائیکلوں سکوٹروں اور رکشاؤں (Vans) کے ذریعہ احباب کثیر تعداد میں احمدیہ جوبلی ہال سے طیران گاہ کی طرف روانہ ہوئے وہاں پہنچنے پر معلوم ہوا کہ جہاز کی آمد میں ڈیڑھ گھنٹہ کی تاخیر ہو گئی ہے۔ لہٰذا تمام احباب نے وہیں افطاری کی اور طیران گاہ کے باہر کھلے میدان میں مغرب کی نماز باجماعت ادا کی گئی۔ اس کے بعد احباب حضرت صاحبزادہ صاحب کے استقبال کے لئے قطار باندھ کر کھڑے ہو گئے محترم حضرت صاحبزادہ صاحب برادرم مکرم سیٹھ محمد الیاس صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ یادگیر کی معیت میں ٹھیک پونے سات بجے ہوائی جہاز سے اترے تمام احباب نے نہایت خلوص و عقیدت کے ساتھ آپ سے مصافحہ و معانقہ کیا اور پھولوں کے ہار پہنائے۔ احباب کے اس پُر خلوص عقیدتمندانہ استقبال کو دیکھ کر ہوائی اڈے پر موجود لوگ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے۔ اور ہر ایک بڑے اشتیاق لہجہ میں دریافت کر رہا تھا کہ یہ کون مہمان یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں؟

استقبال کے بعد آپ محترم سیٹھ محمد الیاس صاحب کے ہمراہ اُن کی قیام گاہ کی طرف تشریف لے گئے۔ جہاں آپ کی رہائش کا انتظام تھا۔ اسی رات کو مکرم چوہدری محمود احمد صاحب عارف آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان مکرم محمد ادریس صاحب یادگیر کے ہمراہ قادیان سے براستہ بمبئی تشریف لائے۔

محترم حضرت صاحبزادہ صاحب کی آمد کی خبر حیدرآباد کے تین مشہور روزنامے "سیاست"، "رہنمائے دکن" اور "ملاپ" میں شائع ہوئی جس کے نتیجہ میں جن احباب کو آپ کی آمد کی اطلاع نہیں تھی وہ آگاہ ہو گئے۔

ایک جلسہ عام کو خطاب

آپ کی آمد کے دوسرے دن مورخہ ۲۵ دسمبر بروز اتوار ساڑھے چار بجے شام احمدیہ جوبلی ہال میں مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت کی زیر صدارت منعقدہ ایک جلسہ عام کو محترم صاحبزادہ صاحب نے خطاب فرمایا۔ آپ کے خطاب سے قبل مکرم میر احمد صادق صاحب ایم۔اے سیکرٹری تعلیم و تربیت نے آپ کی آمد پر خوش آمدید کہتے ہوئے آپ کے ورود مسعود پر جماعت احمدیہ کے سرور و تشکر کے جذبہ کا نہایت مؤثر انداز میں ذکر فرمایا اس کے بعد حضرت ممدوح نے احباب کو خطاب فرماتے ہوئے فرمایا کہ "دنیا میں بہت سے کام محض رسم و رواج کے تابع ہو کر کئے جاتے ہیں۔ کسی کی آمد پر خوش آمدید کہنا بھی ایک قسم کی رسم بن گئی ہے۔ لیکن بعض اوقات ایک کام رسم کے طور پر کیا جاتا ہے مگر اس کے پیچھے جو جذبہ اور نیک نیتی کارفرما ہوتی ہے اس کی وجہ سے اس رسم کو ناپسندیدہ نہیں کہا جا سکتا۔ ایک احمدی بھائی کا دوسرے احمدی بھائی کے ساتھ جو محبت اور تعلق ہے وہ اس زمانہ میں ہے نظیر ہے۔ سچ ہے کہ ؎

جب مل گئے دو احمدی
مجنوں کو لیلےٰ مل گئی!!

ایسی صورت میں ملاقات کے وقت کسی قسم کا اظہار خیال کیا جاتا ہے وہ نیک نیتی اور خلوص و محبت پر ہی مبنی ہوتا ہے۔"

آپ نے فرمایا کہ مرکز سے باہر جماعتوں میں جانے کے بعد میں نے ذاتی طور پر مشاہدہ کیا ہے کہ احباب جماعت کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خاندان سے کتنی والہانہ محبت اور جذبۂ عشق پایا جاتا ہے اس کو دیکھ کر ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔

چونکہ یہ جلسہ فضائل رمضان بیان کرنے کے لئے بھی منعقد کیا گیا تھا۔ اس لئے حضرت صاحبزادہ صاحب نے رمضان کے فضائل اور اس کی برکات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ صرف روزہ ہی ایک ایسی عبادت ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ الصوم لی وانا اجزی بہ۔ بہت سے نیک کام ایسے ہیں جن کو کرنے کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نے مختلف انعام مقرر فرمائے ہیں لیکن روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کا بدلہ خدا خود ہے۔ ہم میں سے جس شخص کو خدا مل جائے اسے دنیا و آخرت کی تمام نعمتیں مل جاتی ہیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کا یہ روح پرور خطاب پوری توجہ اور انہماک سے سنا گیا۔ اسی موقعہ پر مکرم مولوی محمد حمید اللہ صاحب بی۔ایس سی اور محترم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب نے بھی فضائل رمضان پر تقاریر کیں اور سامعین جو بہت کثیر تعداد میں تھے ان قیمتی نصائح سے مستفید فرمایا۔

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

پرنٹر و پبلشر [illegible] صلاح الدین ایم۔ اے نے [illegible] آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان ــــ مورخہ ۲۶ جنوری ۱۹۶۷ء

"اہلِ پیغام کی خدمت میں!"

کچھ تو خوفِ خدا کرو لوگو!
کچھ تو لوگو خدا سے شرماؤ

اخبار بدر مجریہ ۲۲ دسمبر ۱۹۶۶ء کے پہلے صفحہ پر بعنوان جماعت احمدیہ کے لئے "تین خوشخبریاں" شائع ہو چکی ہیں جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اُن ملفوظات پر مشتمل ہیں جو اخبار الفضل کے حوالہ سے شائع ہوئے:

"حضور نے فرمایا:-

تین خوشخبریاں ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ ہندوستان میں جتنے غیر مبائع تھے ان کی اکثریت بیعت کر کے مبائعین میں شامل ہو گئی ہے۔ جو گھرانے باقی رہ گئے ہیں ان کے لئے بھی دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ انہیں بھی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

دوسری خوشخبری یہ ہے کہ یوگنڈا (مشرقی افریقہ) میں ایک سکول مکرم مختار احمد صاحب ایاز نے کھولا ہوا تھا وہ سکول دراصل جماعت کی کوشش سے جاری ہوا تھا۔ اب انہوں نے وہ سکول جماعت کے سپرد کر دیا ہے اور اب وہ کوشش کر رہے ہیں کہ ایک اور سکول کھولیں۔ وہاں سکول کھولنے میں رکاوٹ تھی سکول کی عمارت کا نقشہ پاس نہیں ہوتا تھا۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے نقشہ پاس ہو گیا ہے۔ اور اور اس کا سنگِ بنیاد بھی رکھ دیا گیا ہے

جس دن سکول کا سنگِ بنیاد رکھا جا رہا تھا اس دن اللہ تعالیٰ نے وہاں کی جماعت کو ایک اور خوشی بھی دکھائی ہمارے ایک مخلص احمدی تھے جن کا نام زکریا کزیٹو ہے) پچھلے دنوں جب وہاں کبا کا کے ساتھ حکومت کا جھگڑا ہوا اور فساد بھی ہوا تو کبا کا کے ساتھ تعلق رکھنے کی وجہ سے حکومت نے مسٹر زکریا کزیٹو کو بھی گرفتار کر لیا۔ ایک دفعہ انہیں آزاد کر دیا گیا مگر پھر دوبارہ گرفتار کر لیا ایک دفعہ انہیں آزاد کر دیا گیا مگر پھر دوبارہ گرفتار کیا گیا۔ جس دن سکول کا سنگِ بنیاد رکھا جا رہا تھا اسی دن حکومت نے انہیں رہا کر دیا اور رہائی کے بعد وہ سیدھے مسجد میں پہنچے اور یہ وقت تھا جب مسجد کے ہی احاطہ میں سکول کا سنگِ بنیاد رکھا جا رہا تھا۔ وہاں وہ بھی دعا میں شریک ہو گئے۔ اور اس طرح وہاں کی جماعت کو اللہ تعالیٰ نے دو خوشیاں دکھا دیں۔"

(الفضل ۱۸ دسمبر ۱۹۶۶ء)

ان میں سے پہلی خوشخبری کا تعلق چونکہ غیر مبائعین سے تھا اور حقیقت حال پر مشتمل ہونے کے سبب پیغام صلح والوں کے لئے گویا پیغام موت کا رنگ رکھتی تھی اس لئے جن لوگوں کی کارگذاری کا سرمایہ محض پراپیگنڈا اور مبالغہ آمیز رپورٹیں ہوں اُنہیں یہ حقیقت کیونکر ہضم ہو سکتی تھی چنانچہ ضروری تھا کہ وہ تلملا اُٹھتے اور اپنے بعض ہم خیال سادہ لوح افراد کو مزید چند روز غلط فہمی میں مبتلا رکھیں۔ چنانچہ اخبار پیغام صلح لاہور نے اپنی روایتی شقاوت قلبی کا ثبوت دیتے ہوئے خوشخبری کے بیان کو سیاق و سباق سے کاٹ کر باقی عبارت نقل کر کے اُس پر خلیفہ صاحب کی خوشخبری" عنوان جما کر حسب ذیل شاعرانہ شذرہ لکھا ہے:-

"ربوہ کے خلیفہ ثالث کی طرف سے ایک خوشخبری ذیل کے الفاظ میں شائع ہوئی ہے:

"ہندوستان کے جتنے غیر مبائع تھے ان کی اکثریت بیعت کر کے مبائعین میں شامل ہو گئی ہے۔ جو گھرانے باقی رہ گئے ہیں ان کے لئے بھی دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ انہیں بھی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔"

ہم حیران ہیں کہ خلیفہ صاحب کی یہ خوشخبری عالم خواب سے تعلق رکھتی ہے یا ان الشیاطین لیوحون الی اولیاءھم کے مصداق کوئی الہام انہیں ہوا ہے۔ کیونکہ اگر کوئی حقیقت اس میں ہوتی تو وہ بیعت کرنے والے "غیر مبائع" حضرات کے نام اور پتے ضرور شائع کرتے جہاں تک ہمیں علم ہے جماعت احمدیہ لاہور سے تعلق رکھنے والے کسی بھی ہندوستان کے احمدی دوست نے ان کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی اور خلیفہ صاحب کا یہ بیان کوئی حقیقت اپنے اندر نہیں رکھتا، کیا وہ اس کی وضاحت کرنے کے لئے تیار ہیں؟

(پیغام صلح لاہور ۱۲ جنوری ۶۷ء صفحہ ۳)

پیغام صلح کے شذرہ نویس کے فہم رسا اور ممتاز انداز بیان کے کیا کہنے!! ان لوگوں کو کون سمجھائے کہ اب تو اسلام پر طعن کرتے ہوئے آریہ سماجی بھی اس انداز کو ترک کر چکے ہیں!!

خلافتِ حقہ احمدیہ کی مخالفت کرنا اور ہر خلیفہ سے بغض و عناد رکھنا گویا اہلِ پیغام نے اپنا پیدائشی حق سمجھ رکھا ہے خواہ اس کے لئے اُن کو حق پوشی سے بھی کام لینا پڑے!! ارے صاحب عقل سے کام لو ذرا آنکھیں کھول کر خوشخبری کے سیاق و سباق اور پھر اُس کی مکمل عبارت کا مطالعہ تو کرو!! موازنہ کے لئے ہم نے دونوں حوالے باوجود لمبا ہونے کے پورے کے پورے نقل کر دیئے ہیں۔

افسوس یہ لوگ ایک طرف تو اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے ہیں اور دوسری طرف آپ ہی کی تعلیم کے برخلاف محض عناد اور دشمنی کی راہ سے اسی قسم کی باتیں کہتے ہیں باک نہیں پاتے اور لا تقف ما لیس لک به علم کی واضح تنبیہ سے ذرا نہیں ڈرتے!! ارے صاحب کیوں اپنی عاقبت برباد کرتے ہو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے ملفوظات میں نہ تو خواب کا ذکر ہے اور نہ ہی الہام کا، اپنی شقاوت قلبی کی بنا پر آیت کریمہ کو پیش کر کے جس امر کا طعنہ دیتے ہو حضور انور کی ذات تو اس سے پاک ہے البتہ خود تمہارا زیر نظر شذرہ اس کے تحت لکھا گیا معلوم ہوتا ہے!!

طعنہ بر جاکاں نہ بر ما کاں بود
خود کنی ثابت کہ ہستی فاجرے

ہم لوگ خود بھارت میں رہتے ہیں یہاں کے حالات سے اچھی طرح واقف و آگاہ ہیں۔ آپ دُور کے لوگوں کو دھوکا دے سکتے ہیں مگر ہم آپ کے دھوکا میں نہیں آ سکتے۔ آفتاب نصف النہار کو اپنی تلبیسانہ تحریرات کے ساتھ کس طرح چھپا سکو گے خدا کے رسول کی تخت گاہ قادیان میں صدر انجمن احمدیہ بفضلہ تعالیٰ اپنا کام کر رہی ہے۔ جماعت کے بیسیوں مبلغ ملک کے طول و عرض میں دعوت و تبلیغ کا فریضہ سر انجام دینے میں مشغول ہیں۔ ہر صوبہ میں احمدیہ جماعتیں پوری تنظیم کے ساتھ مصروف عمل ہیں۔ ہزاروں ہزار احمدی مبائع اپنے محبوب امام و خلیفہ برحق کے ساتھ روحانی رشتہ رکھتے ہیں۔ اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بھی ایک شفیق باپ کی طرح تمام افراد جماعت کے حالات سے پوری طرح باخبر رہتے ہیں ــــ بیرونجات کی جماعتوں اور مرکز کی طرف سے حضور انور کی خدمت میں حصول برکت اور دعا کی خاطر جماعت کی تبلیغی ترقی اور روحانی مساعی کی خبریں وقتاً فوقتاً پہنچتی رہتی ہیں۔ انہی کے نتیجہ میں محض تحدیث نعمت کے طور پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھارت میں غیر مبائعین کی ناکامی و نامرادی کا ذکر خوشخبری کے رنگ میں فرمایا ــــ!!

ظاہر ہے کہ یہ خبر غیر مبائعین کے لئے بدخبری ہو تو ہو مگر دُنیا بھر کے مبائعین کے لئے تو یقیناً یہ ایک خوشخبری ہے۔ ولو کرہ الفاسقون۔

پھر پیغام صلح کا فہرست پیش کرنے کا مطالبہ بھی اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے والی کیفیت رکھتا ہے۔ اور محض غلط تاثر قائم کرنے کے لئے ایسا انداز بیان جان بوجھ کر اختیار کیا گیا ہے۔ ورنہ کون نہیں جانتا کہ بھارت میں غیر مبائعین کے حامی دن بدن کم ہوتے جا رہے ہیں اور خدا کے فضل سے ایک معقول تعداد اُنہیں میں سے براہ ہدایت پا کر مبائعین میں شامل ہو چکی ہے۔ ہم سے مبائعین کی فہرست طلب کرنے والو! ذرا ہمت کر کے ایسی فہرست خود تو شائع کر کے دکھاؤ کہ بھارت کے فلاں فلاں شہر میں آپ کی باقاعدہ جماعتیں بھی ہیں ــــ!!

اسی طرح ان لوگوں کی یہ بھی صریح ملمع سازی اور فریب کاری ہے کہ خود ہی حضور کی عبارت نقل کرتے ہیں اور تشریح کے وقت محض افتراء کے طور پر ایک زائد بات اپنی طرف سے ملا لیتے ہیں اور پھر اسی کو محل طعن بنا لیتے ہیں!! ارے صاحب! حضور انور کی عبارت کو پڑھو۔ حضور نے کہاں فرمایا ہے کہ میری بیعت کر کے یہ لوگ مبائعین کی جماعت میں شامل ہوئے ہیں۔ حضور نے جو کچھ فرمایا وہ صرف یہ ہے کہ

"ہندوستان میں جتنے غیر مبائع تھے ان کی اکثریت بیعت کر کے مبائعین میں شامل ہو گئی ہے۔"

اب بتاؤ اس میں شک ہی کیا ہے۔ وہ لوگ جو پہلے آپ لوگوں کے ساتھ شامل تھے۔ خدا تعالیٰ نے اُن پر حق کھول دیا اور اب وہ مبائعین کی مخلص جماعت میں شامل ہو چکے ہیں۔

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے یہ ضروری ہے

کہ

تمہاری ہر رات لیلۃ القدر کی کیفیت رکھتی ہو اور ہر دن جمعۃ الوداع کا رنگ رکھتا ہو

قرب الٰہی کو انتہائی قربانی اور جدوجہد کے بغیر حاصل نہیں کیا جا سکتا

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۶ جنوری سنہ ۱۹۶۷ء

مرتبہ: مکرم مولوی محمد صادق صاحب سماٹری انچارج شعبہ زود نویسی

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت پڑھی یَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَىٰ رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلَاقِيهِ پھر فرمایا:-

بیماری اور ضعف ابھی جاری ہے۔ بھائیوں سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کامل صحت عطا کرے تا پورا کام کرنے کے قابل ہو سکوں۔

اس آیہ کریمہ سے پہلے

سورۃ انشقاق میں یہ مضمون بیان ہوا ہے

کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ انسان اپنی مادی ترقیات کے لئے انتہائی کوشش کرے گا۔ پانی کی طرح وہ اپنا روپیہ بہائے گا۔ مادی ترقیات کے لئے وہ جس قدر بھی ضرورت ہوگی۔ جان تلف کرنے پر بھی دریغ نہیں کرے گا۔ زمین اور آسمان کے راز دریافت کرنے کی انتہائی کوشش بھی کرے گا۔ اور ایک حد تک کامیاب بھی ہوگا اور اس کثرت سے نئی دریافتیں ظاہر ہوں گی کہ انسان یہ سمجھنے لگے گا کہ شاید اس نے خدائی کے سارے ہی راز معلوم کر لئے ہیں۔ اور اب کوئی چیز ایسی باقی نہیں رہی کہ جس کے دریافت کرنے کی اسے ضرورت ہو۔ زمین کو چھوڑ کے اور زمین کی وسعتوں میں تنگی محسوس کرتے ہوئے وہ آسمان کی طرف رجوع کرے گا۔ اور زمین کے ان ٹکڑوں تک پہنچنے کی کوشش کرے گا جو کسی وقت اللہ تعالیٰ کے قانون کے ماتحت زمین سے علیحدہ ہوئے اور علیحدہ کر کے انہوں نے بنائے جن کا تعلق نظام شمسی سے ہے اور جس طرح وہ زمین کی مختلف اشیاء سے وہ فائدہ اٹھا رہا ہے۔ اسی طرح اس کی یہ کوشش ہوگی کہ وہ آسمان کے ان ستاروں سے بھی فائدہ اٹھائے اور اس طرح اپنی زمین میں ایک وسعت پیدا کرے اور اس کو پھیلاوے۔

پس انسان کا دماغ اس وقت اس کام میں لگا ہوا ہوگا کہ وہ زمین کے راز بھی زیادہ سے زیادہ حاصل کرے۔ اور زیادہ سے زیادہ ان رازوں سے فائدہ اٹھائے۔ اور آسمان کے ستاروں پر بھی وہ کمند ڈالے گا۔ اور ان تک پہنچنے کی کوشش کرے گا۔ اور ان سے اسی طرح فائدہ اٹھانے میں مشغول ہوگا جس طرح کہ زمین کی مختلف چیزوں سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔

پھر یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ اس زمانہ میں

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک فرزند جلیل

مامور اور مبعوث کئے جائیں گے۔ اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے اور توحید خالص کے قیام کے لئے آسمان سے بڑی کثرت کے ساتھ نشان ظاہر ہوں گے۔ اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ ایک دنیا خدا کو بھول چکی ہوگی۔ خدا کی منکر ہو گئی ہوگی۔ دہریت کو انہوں نے اختیار کر لیا ہوگا۔

چونکہ دلائل کے مقابلہ میں آسمانی نشان دہریہ قسم کے لوگوں پر زیادہ اثر کرتے ہیں۔ اور جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ وہی آسمان سے نازل کرتا ہے۔ تو یہاں یہ فرمایا کہ کثرت کے ساتھ آسمان سے نشان ظاہر ہوں گے وہاں اس طرف بھی متوجہ کیا کہ انسان کثرت سے مذہب کو چھوڑ کے دہریت کی طرف مائل ہو جائے گا اور خدا کا منکر ہو جائے گا

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مادی ترقیات کے لئے تو اتنی جستجو، اتنی قربانیاں مالی بھی اور جانی بھی، کہ کسی چیز کے خرچ کرنے سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ لاکھوں آدمیوں کی جان بھی کرنی پڑے تو کسی نہ کسی بہانے وہ قربان کر دی جائیں گی۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ آسمانی اور زمینی رازوں کو اس زمانہ کے سائنسدان حاصل کر سکیں۔ اور اس زمانہ کی قومیں ان رازوں سے فائدہ اٹھا سکیں۔ لیکن دوسری طرف

جہاں تک دین اور مذہب اور روحانیت کا سوال ہے

اس زمانہ کے انسان کی خو بہانہ جو ہوگی۔ وہ سعی کرنے کی بجائے کوشش کرنے کی بجائے وہ اپنے دل اور مجاہدہ کرنے کی بجائے تعویذ گنڈے کی طرف، جمعۃ الوداع کی طرف، لیلۃ القدر کی غلط تصویر کی طرف متوجہ ہوگا۔ اور سمجھے گا کہ بغیر کسی قربانی کے میں مادی ترقی تو حاصل نہیں کر سکتا لیکن بغیر کسی قربانی کے میں اپنے رب کو اور اس کے فضلوں کو پا سکتا ہوں۔

یہ ذہنیت اس انسان میں پیدا ہو چکی ہوگی۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں: یَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَىٰ رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلَاقِيهِ۔ اگر تو اپنے رب سے ملاقات کرنا چاہتا ہے اگر تیرے دل میں یہ خواہش کروٹیں لے رہی ہے کہ تو اپنے رب کا دیدار کرے اور اس کی زیارت کرے تو پھر تجھے کدح کرنی پڑے گی۔ کدح عربی زبان میں ایسی کوشش کے ہوتے ہیں جو انسان کو تھکا دے اور یہ کادح کہتے ہیں

انتہائی کوشش کی طرف اشارہ ہے

تو فرمایا پوری کوشش، انتہائی سعی کرو گے تب تم اپنے رب کو مل سکو گے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ دنیا کی تلاش ہو تو ہر قسم کا قربانیاں پیش کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ اور اپنے رب کی تلاش ہو تو کسی قسم کی قربانی پیش کرنے کی طرح تمہاری طبائع مائل نہ ہوں تم تعویذ اور گنڈے کی طرف جھکنے لگ جاؤ۔ تم جمعۃ الوداع کے ساتھ مذاق کرنے لگ جاؤ۔ کہ سارا سال جو مرضی کرتے رہے۔ جمعۃ الوداع آیا یا کے نماز پڑھی سارے گناہ معاف کروا لئے یا تم لیلۃ القدر کا بہانہ ڈھونڈنے لگ جاؤ کہ بس ایک رات کا قیام جو ہے وہ ہمارے لئے کافی ہے۔ باقی چند دن کھڑی راتیں ہیں اس میں غفلت کی نیند اگر ہم سوئے بھی رہے تو ہمارا کوئی نقصان نہیں۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے یہ نہیں۔ اگر تمہیں خدا کی تلاش ہے۔

اگر تم اس کا مقرب بننا چاہتے ہو

اگر تمہارے دل اور تمہاری روح اس تڑپ میں مبتلا ہیں کہ تمہارے رب کا تمہیں دیدار ہو جائے تو تمہیں انتہائی کوشش سے کام لینا پڑے گا۔ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ اگر تم خدا کی راہ میں انتہائی کوشش نہ کرو گے اور مجاہدہ کے حقوق ادا نہ کرو گے اور اپنی طاقت کا آخری ذرّہ تک اس کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار نہیں ہو جاؤ گے۔ اگر تم اپنے سارے اموال قربان کر کے۔ اگر تم اپنی ساری لذات قربان کر کے، اگر تم دنیا کی تمام خواہشات قربان کر کے۔ اگر تم اپنی اولاد اور رشتہ داروں کو اور ان کی محبتوں کو قربان کر کے اس کی طرف آنے کی کوشش نہیں کرو گے تو وہ تمہیں نہیں ملے گا۔ وہ تمہیں اس وقت مل سکتا ہے جبکہ تم جتنی کوشش اور جتنی قربانی دنیا کے حصول اور دنیا کی ترقیات اور دنیا کے رازوں کو معلوم کرنے کے لئے دے رہے ہو اس سے زیادہ قربانیاں اپنے خدا کی تلاش میں اس کے حضور پیش کرو۔ ہاں! پھر وہ تمہیں مل جائے گا۔

اگر ہم سوچیں تو یہ "جمعۃ الوداع" اگر اس پر صحیح نقطۂ نگاہ سے نگاہ ڈالیں۔ اور

یہ "لیلۃ القدر" ہمارے لئے بطور ایک سبق کے ہے

بات یہ ہے کہ وہ انسان جو بہانہ تلاش کرتا ہے اور بغیر قربانی کے اپنے رب کو پا لینے کی امید رکھتا ہے وہ تو ایک رات اور ایک دن کی تلاش میں ہے اور اگر ہم سوچیں تو وہ دن کا گناہ بھی کر رہا ہے . . . . اور رات کا گناہ بھی کر رہا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ سارے سال میں ایک دن (جمعۃ الوداع) کی عبادت میرے لئے کافی ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ سارے سال کی راتوں میں سے ایک رات (لیلۃ القدر) کا قیام میرے لئے کافی ہے۔ حالانکہ اگر صحیح نقطۂ نگاہ سے ہم اس دن اور اس رات کو دیکھیں تو ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہر وہ دن جو خدا کی یاد میں خرچ ہو۔ وہ تو جمعۃ الوداع کا ہی رنگ رکھتا ہے جس میں انسان سارے دنیوی مشاغل کو چھوڑ کر اور دنیا کے کاموں کو چھوڑ کر اور پوری تیاری کرنے کے بعد (اور پھر جمعہ کے بعد بھی تلاوت قرآن کر کے) اور تمام آداب جمعہ کو بجا لا کر خدا کی رضا کو تلاش کرتا ہے۔ تو گویا یہ بتایا کہ تمہارا وہ دن جو خدا کو پیارا ہو سکتا ہے اور جس کے نتیجہ میں خدا کا قرب تم حاصل کر سکتے ہو۔ اور جس کی وجہ سے خدا کا دیدار تمہیں نصیب ہو سکتا ہے۔ وہ تو وہ دن ہے جو جمعۃ الوداع کی طرح دنیا کی لذتوں سے بیزار اور کلیتہً اپنے رب کے حضور جھکا ہوا ہو۔ پس

سال کے ہر دن کو اس معنی میں جمعۃ الوداع بناؤ

اگر تم خدا کو پانا چاہتے ہو۔

لیلۃ القدر ہمیں یہ بتاتی ہے کہ خدا کی تقدیریں تمہارے حق میں اور تمہارے فائدہ کے لئے اس وقت حرکت میں آئیں گی جب تم راتوں کو اپنے رب کے لئے زندہ کرو گے۔ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ ہر روز تمہارا خدا تمہارے لئے اپنی تقدیر کی تاریں ہلائے تو تمہیں ہر رات کو لیلۃ القدر بنانا پڑے گا۔ اگر تم لیلۃ القدر نہیں بناتے بلکہ غفلت میں اور سوتے ہوئے سارے سال کی راتوں کو گزار دیتے ہو۔ تو ایک لیلۃ القدر سے تمہیں کیا فائدہ؟ پس اگر میرا قرب حاصل کرنا چاہتے ہو۔ اگر روحانی ترقیات چاہتے ہو تو تمہارے لئے ضروری ہے کہ

تمہاری ہر رات لیلۃ القدر کی کیفیت رکھتی ہو

اور تمہارا دن جمعۃ الوداع کی کیفیت رکھتا ہو۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو خدا تعالیٰ کی رضا کو نہیں پا سکو گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں وہ راہیں دکھلائے جن پر چل کر ہم اس کے قرب اور اس کی رضا اور اس کے دیدار کو حاصل کر سکیں۔ آمین۔

(الفضل مورخہ ۱۱ جنوری ۱۹۶۲ء)

منقولات

خراجِ عقیدت

سکھوں کے قابلِ احترام اور ہندوستانی روحانی پیشوا گورو گوبند سنگھ جی کی پیدائش کی تیسری صد سالہ سالگرہ منائی گئی ہے۔ اور اس میں ہر مذہب کے خواص و عوام نے حصہ لیا ہے۔ گورو تیغ بہادر کی شہادت کے بعد آپ کو دسواں گورو منتخب کیا گیا تھا۔ یہ آپ کی پرکشش شخصیت اور آپ کی روحانی تعلیم ہی کا اثر ہے کہ لوگوں نے محبت کے جذبہ سے ان کی سالگرہ منائی اور ان کے چرنوں پر عقیدت کے پھول نچھاور کئے۔

آپ ہندوستان میں مغلوں کے دور کی یادگار ہیں، وہ دور ایسا تھا جس میں حکمرانوں اور عام لوگوں سے بہت سی غلطیاں ہوئیں۔ مگر وہ غلطیاں سیاسی حدود تک رہیں خود مسلمان حکمران دوسرے مسلمان حکمرانوں سے لڑتے رہے۔ انہوں نے برادر کشی بھی کی اور سیاست کے نام سے بھی بہت سی بے اعتدالیوں کے مرتکب بھی ہوئے۔ لیکن اس دور کی طرف جور و تشدد کے جو واقعات منسوب کئے جاتے ہیں ان میں انگریز حکمرانوں کا بہت بڑا ہاتھ رہا ہے۔ انہوں نے ہندوستانی عوام میں منافرت پھیلانے اور پھوٹ ڈالنے کے لئے جو واقعات گھڑے انہوں نے انگریزی دور حکومت مستحکم بنانے میں بڑی مدد دی۔ وہ ہمارے درمیان اختلاف کی خلیج پیدا کرنے میں بہت بڑی حد تک کامیاب ہوئے۔ اب یہ کام سکھوں کے مفکر اور سنجیدہ طبقہ کا ہے کہ وہ گزرے ہوئے واقعات کی تحقیقات کریں اور ہر واقعہ کو عقیدت کے ساتھ قبول کرنے میں احتیاط سے کام لیں۔

اگر دیانتداری اور غیر جانبداری کے ساتھ یہ کام شروع کر دیا جائے تو سکھ تاریخ ایک نئی روشنی سے جگمگا اٹھے گی اور مغلوں کے دور کی طرف جو باتیں منسوب کی جاتی ہیں اُن کا دوسرا رُخ بھی نظر آ جائے گا۔

ہمارے خیال میں سکھوں کے گورو صاحبان اس لئے قابلِ احترام ہیں کہ وہ اعلیٰ اوصاف اور کردار کے حامل تھے۔ انہوں نے مذہبی رواداری برتی اور سب کو ایک نظر سے دیکھا مظلوموں کے ساتھی بنے۔ اور ظالموں کے مقابلہ پر آئے۔ دوسری طرف انہوں نے عبادت اور روحانیت کو ایک نئے ڈھنگ سے عمل کیا۔ اور اس کے ذریعہ مختلف مذاہب کے لوگوں پر اثر ڈالا۔ یہ اُن کی خدمات ہی تھیں جنہوں نے گورو صاحبان کو آج تک زندہ رکھا اور ان کی زندگی کو دوام بخشا ہم اس رجحان کے مخالف ہیں کہ گورو صاحبان کو زیادہ سے زیادہ مظلوم بنا کر دکھایا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ اُن کا احترام ہو اور پھر مظلوم ظاہر کرنے کے لئے انگریزوں کی غلط تاریخوں کو درجہ استناد بخشا جائے اور بہت سے غلط واقعات کو صحیح واقعات میں مخلوط کر دیا جائے۔ اگر گورو گوبند سنگھ یا گورو تیغ بہادر کے ساتھ وہ واقعات پیش نہ آتے جن کو زیادہ مشہور کیا جاتا ہے تو ان کی تاریخی عظمت اور احترام میں ذرہ برابر بھی کمی نہ آتی۔ کیونکہ وہ اس لئے بڑے نہیں مانے گئے کہ انہوں نے سچائی کی راہ میں اپنی جانیں قربان کر دیں بلکہ اس لئے بڑے مانے گئے ہیں کہ قدرت نے ان کو روحانی اوصاف سے نوازا تھا۔ اور ان کی شخصیتوں کو پرکشش اور مقبول بنایا تھا۔

یہ بات مانی ہوئی ہے کہ سکھوں کی تاریخ نظرثانی کی محتاج ہے آج تک اس تاریخ پر عقیدت کا رنگ چڑھا ہوا ہے اور جو واقعات ان کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں وہ عقیدت کے طور پر مانے جا رہے ہیں لیکن اب جبکہ سکھ صاحبان ایک نئی طاقت کے ساتھ ابھرے ہیں اور ان کے عزائم کی رفتار تیز ہے وقت کا تقاضا یہ ہے کہ عقیدت کے پہلو بہ پہلو حقائق پسندی سے بھی کام لیا جائے اور تحقیقات کی روشنی میں ان کو شناخت کرنے کے وسائل بہم پہنچائے جائیں اگر تحقیقات کے بعد یہ ثابت ہو جائے کہ چھوٹے بچوں کو دیواروں میں زندہ چنوانے کا واقعہ حقیقت کے خلاف ہے اور وہ اس دور کی منطقی ترتیب میں نہیں آتا تو اس سے سکھوں اور ان کے روحانی گورو دیو کی عظمت کم نہیں ہوگی بلکہ سکھوں کی نفسیات کے حسین پہلو اور ان کے مزاج کے روشن رُخ ان کی عظمت میں اضافہ کا موجب ہوں گے اور دنیا ان کے بے لاگ تحقیقات کا لوہا ماننے لگے گی

سکھ گورو صاحبان کی عظمت کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ ہر مذہب والا انہیں اپنا ہم خیال سمجھتا ہے۔ مسلمان انہیں اپنے سے زیادہ قریب سمجھتے ہیں، ہندو انہیں اپنے دھرم کا محافظ قرار دیتے ہیں اور ان کی بانیوں اور ان کے اقوال سے یہ ساری باتیں نکل آتی ہیں۔ ہر فرقہ جس نظر سے ان کو دیکھتا ہے وہ ویسے ہی بن جاتے ہیں مقبولیت کی انتہا ہے کہ کوئی طبقہ بھی انہیں اپنا مخالف نہیں سمجھتا۔ ان کی مقبولیت کو قائم رکھنے اور اسے چار چاند لگانے کے لئے ضروری ہے کہ ان کی طرف غلط واقعات منسوب نہ کئے جائیں اگر ایسا نہ ہو سکے تو تصویر کے دونوں رُخ دکھانے میں بخل سے کام نہ لیا جائے مغلوں کی اس رواداری کا چرچا بھی ہونا چاہئے کہ انہوں نے گوردواروں کو دولت اور زمین سے امداد کی اور بے شمار اوقاف سے ان کی بنیادوں کو مضبوط کیا۔ اگر تصویر کے دونوں رُخ سامنے آتے رہے تو حال اور ماضی کے واقعات میں ایک ربط اور توازن پیدا ہو جائے گا اور گورو صاحبان کے پیغام میں جو رُخ ہے وہ ہمیشہ تر و تازہ رہے گی۔

(الجمعیۃ دہلی ۱۳۰)

قسط ۱

ہمارا زمانہ ایک رُوحانی مُصلح کا متقاضی ہے

تقریر مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد معلّم جامعہ احمدیہ قادیان بر موقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۶۶ء

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آ گیا ہو کر مسیح ۔ خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے ۔ ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

قابلِ احترام جناب صدر جلسہ و حاضرین کرام! آج کے مضمون میں مجھے اس بات کا جائزہ لینا ہے کہ کیا ہمارا موجود زمانہ کسی آسمانی مصلح کا متقاضی ہے؟ سب سے پہلے ہمارے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ آسمانی مصلحین یا رشیوں منیوں کی ضرورت کب ہوا کرتی ہے؟ ہم قدرتی طور پر دیکھتے ہیں کہ انسان ایک طوفانی فطرت لے کر پیدا ہوا ہے۔ اور اگر وہ عائلی اور معاشرتی قوانین کا پابند نہ ہو تو بے راہ روی اختیار کر کے نوعِ انسان کے لئے زبردست خطرہ بن جاتا ہے۔ اس لئے وہ خدا جس نے ہماری تمام جسمانی ضروریات کو پورا کرنے کے سامان پیدا کئے ہیں۔ اس نے ہماری روحانی اور اخلاقی ضروریات کو پورا کرنے کے سامان بھی پیدا کئے ہیں۔ اور یہ روحانی سامان وہی ہیں جو خدا تعالیٰ کے اوتاروں اور نبیوں کے ذریعہ ہمیں حاصل ہوتے ہیں۔

یہ تو ظاہر ہے اور دنیا کی اکثریت اس امر کا اقرار کرتی ہے کہ انسانی اخلاق کے سدھار کے لئے مذہب ہی ایک واحد ذریعہ ہے۔ اور مذہب ہی ایک ایسی چیز ہے جسے انسان اپنی خوشی سے اپنے اوپر وارد کر لیتا ہے۔ اس کے احکام کی پابندی کرنا اپنا نصب العین بنا لیتا ہے اور اس کے نافذ کردہ قوانین پر چل کر وہ بہت سی اخلاقی اور معاشرتی بے راہ رویوں سے بچ جاتا ہے۔ پس عقلی اعتبار سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ جب دُنیا اخلاقِ حسنہ کو چھوڑ کر بے راہ روی اختیار کرتی ہے تو آسمان سے اس کی راہنمائی ہوتی ہے اُسی طرح جس طرح زمین کا پانی خشک ہونے پر مخلوق "آسمانی پانی" کی محتاج ہوتی ہے۔ ایسے وقت میں آسمانی بارش اس کے لئے رحمت و مسرت کا سامان لاتی ہے

اسی نقطۂ نظر سے جب ہم مختلف مذاہب کے نظریات پر غور کرتے ہیں تو ہمیں اسلام یہ کہتا ہوا نظر آتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جو نبی بنا کر بھیجا گیا اور قرآن مجید کو جو ایک کامل ضابطۂ حیات مقرر کیا گیا تو اس کی وجہ بھی یہ ہے کہ ـــ "ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ" (روم آیت ۴۲) خشکی اور تری ہر دو میں فساد اور بگاڑ پیدا ہو گیا تھا

بائیبل بھی ہم سے یہی کہتی ہے کہ جب بھی دنیا میں بدکاری کا زور ہوا۔ خدا کی رحمت نے کسی نہ کسی پیغمبر کو بھیجا۔ چنانچہ لکھا ہے

"کاہنوں کے سب سرداروں کو اور لوگوں نے اور قوموں کے سب نفرتی کاموں کے مطابق بڑی بدکاریاں کیں اور انہوں نے خداوند کے گھر کو جسے اس نے یروشلم میں مقدس ٹھہرایا تھا، ناپاک کیا اور خداوند ان کے باپ دادا کے خدا نے اپنے پیغمبروں کو ان کے پاس پر وقت بھیج بھیج کر پیغام بھیجا کیونکہ اسے اپنے لوگوں اور اپنے مسکن پر ترس آتا تھا"

(۲- تواریخ ۳۶: ۱۴، ۱۵)

اور یہی بات ہندو دھرم بھی کہتا ہے چنانچہ حضرت کرشن جی مہاراج فرماتے ہیں:۔

"یدا یدا ہی دھرمسیہ گلانر بھوتی
بھارت ابھیُتھانم ادھرمسیہ
تدا تمانم سرجامیہم۔ پرترانائے
سادھونام، وناشائے چ دشکرتام، دھرم سنستھاپنارتھائے
سمبھوامی یُگے یُگے"

(شریمد بھگوت گیتا ادھیائے ۴)

یعنی جب کبھی دھرم کا ناش ہونے لگتا ہے اور ادھرم کی زیادتی ہونے لگتی ہے۔ تب میں اوتار دھارن کیا کرتا ہوں نیکوں کی حفاظت، گنہگاروں کی سرکوبی اور دھرم کی اقامت کے لئے میں اوتار لیا کرتا ہوں۔

اور یہی نظریہ سکھ مذہب کا بھی ہے۔ جیسے لکھا ہے:۔

جب جب ہوت ارشٹ اپارا
تب تب دیہہ دھرت اوتارا
(دسم گرنتھ صفحہ ۱۴۱)

یعنی جب کبھی لوگ خداوند کریم سے اپنا تعلق توڑ کر بُرے کاموں میں مبتلا ہو جاتے ہیں تب اوتار کا ظہور ہوتا ہے۔

یہی وہ عقیدہ ہے جو انسان اور خدا کے درمیان ایک واسطہ ٹھہراتا ہے اور یہی وہ راہ ہے جس پر چل کر ایک طرف بنی نوعِ انسان اپنی روحانی اصلاح کرنے کے قابل ہوتے ہیں اور دوسری طرف دُنیا میں امن کا قیام ہوتا ہے۔

یہ معلوم کرنے کے بعد کہ قدرت کی طرف سے انسان کی اخلاقی بہتری کے لئے ہر ایک زمانے میں جب دُنیا میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے آسمانی مصلح کھڑے کئے جاتے ہیں ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہم جس دور سے گزر رہے ہیں کیا یہ ایسا دور ہے کہ اس میں اخلاقی اور روحانی خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں؟ کیا ہمارا زمانہ خود اس بات کا متقاضی ہے کہ اس کے سدھار کے لئے کسی نبی، رشی، منی یا اوتار کی ضرورت ہے؟ آیئے ہم مختلف جہات سے اپنے گرد و پیش کا جائزہ لیں۔

مذہبی حالت

سب سے پہلے میں اس دور کے مذہبی حالات آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ آج کل مادیت یا Materialism کا اتنا زور ہے کہ مشرق و مغرب سبھی اس کے بہاؤ میں بہے چلے جا رہے ہیں۔ مغرب تو خیر مغرب تھا ہی۔ لیکن وہ مشرق جو تمام جہان میں روحانیت کا علمبردار سمجھا جاتا ہے اس میں بھی دہریت کو اپنانا ایک فیشن بنتا چلا جا رہا ہے۔ مذہب کو واہمہ اور افلاطونی تخیل قرار دیا جاتا ہے۔ موجودہ اشتراکیت کے بانی کارل مارکس نے تو کہا ہے کہ

"Religion is the opium of the people"

مذہب تو لوگوں کے لئے بمنزلہ افیون ہے

اور ہائیکل بجرن کی یہ آواز ہے کہ:۔

"والٹیر نے تو کہا تھا کہ" اگر خدا نہیں ہے تو ہمیں اُسے ایجاد کر لینا چاہیئے مگر میں کہتا ہوں کہ" اگر خدا ہے تو اُسے تباہ کر دینا چاہیئے"

اسی طرح چند سال ہوئے جب روس نے اپنا خلائی جہاز چاند کی طرف روانہ کیا تو روس کے سابق وزیراعظم مسٹر خروشچیف نے بڑے ہی زعم اندازمیں کہا تھا کہ ہم نے تو خلا کے بسیط تک بھی رسائی حاصل کر لی لیکن ہمیں تو خدا کہیں نظر نہیں آیا۔

اور گوپال متل اسی خیال سے سرشار ہو کر الحاد و دہریت کی عمارت میں آخری اینٹ لگاتا ہے کہ ؎

فطرت میں آدمی کی ہے مبہم سا ایک خوف
اُس خوف کا کسی نے خدا نام رکھ دیا!

غرض مادیت اور دہریت کی ترقی نے سارے دنیا کو اپنے ساتھ بہائے جانا چاہا ہے اور اسی وجہ سے دینی نظام میں ایک ابتری اور انتشار پیدا ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اسی حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے اخبار "ملاپ" جالندھر نے ۷ اکتوبر ۱۹۶۲ء کی اشاعت میں لکھا ہے:۔

"ملک کی موجودہ زبوں حالی کی ایک وجہ یہ ہے کہ ہم روحانیت پر مادیت کو ترجیح دے رہے ہیں۔ آج یہ کیفیت ہو گئی ہے کہ روحانیت اور اخلاقیت کو گالی سمجھا جاتا ہے۔"

یہ تو حالت ہے اُن کی جو مذہب کو محض واہمہ سمجھتے ہیں لیکن دوسری طرف مذہب کے حامی اور اس کے مختلف رنگوں میں پیرو، کی یہ حالت ہے کہ وہ بھی مذہب سے بہت دور جا چکے ہیں۔ وہ برائے نام اپنے اپنے مذہب کے دعووں کو لگائے ہوئے ہیں اور مذہب کے اصل مقصد سے ہٹ چکے ہیں۔ ہمارے سامنے اس وقت تین بڑے مذاہب اسلام، ہندو دھرم اور جین مت ہیں۔ اسلام کے بارے میں خود بڑے بڑے مسلمان علماء نے اس خیال کا اظہار مختلف اوقات میں کیا ہے اور اب بھی کر رہے ہیں کہ اسلام اب صرف نام کا رہ گیا ہے چنانچہ ان تمام خیالات کی ترجمانی علامہ اقبال کے یہ شعر کرتے ہیں ؎

شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلمان نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود
یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو، بتاؤ تو مسلمان بھی ہو؟

اس حقیقت کا اندازہ کچھ اس طرح سے بھی ہو جاتا ہے کہ ابھی گزشتہ مہینہ ۲ نومبر ۱۹۶۶ء کے "الجمعیۃ" سنڈے ایڈیشن میں حیدرآباد کے ایک ماہانہ رسالہ "صنعانی" کے حوالہ سے یہ خبر شائع ہوئی کہ مدراس کے زنانہ کالج یعنی ساؤتھ انڈین ایجوکیشنل ٹرسٹ ویمنس کالج میں ایک زنانہ مسجد تعمیر ہوئی ہے جہاں عورتیں اور مرد شانہ بشانہ نماز ادا کرتے ہیں اس مسجد کے افتتاح کا حال مولانا حمید الدین صاحب حسامی عاقل مدیر رسالہ "حسامی" کی زبانی سنئے کہتے ہیں:۔

"افتتاح کے وقت کیا ہوا نہ پوچھیئے باوثوق ذرائع سے سنا گیا ہے کہ مغرب کی اذان کے ...

نیم عریاں بلکہ تقریباً عریاں خواتین اور مرد عورتوں اور مردوں سے مسجد معمور ہو گئی۔ عورتوں اور مردوں کی مشترکہ اور گڈمڈ صفیں بنائی گئیں .... اس ستم بالائے ستم یہ کہ مولانا مفتی عتیق الرحمن صاحب نے نماز پڑھائی۔ نماز ادا کرنے والوں میں مختلف مکاتب فکر کے علماء بھی تھے اور علماء اسلام بھی اور افضل العلماء بخاری صاحب بلکہ ایک افضل العلماء تو مع بیوی کے تشریف فرما تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

باغباں نے آگ دی جب آشیانے کو مرے
جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

حضرات! وہ مسلمان جن کا وجود ہی دُنیا کی راہنمائی کے لئے تھا آج مغرب سے اتنے مرعوب ہیں کہ اسی کے سحر سے مسحور اور اسی کی تقلید کے نشہ میں مخمور ہیں۔ وہ اپنے مقام حمید کو چھوڑ کر یورپ اور اس کے مقلد ممالک کی طرف زنگ [illegible] حسرت سے دیکھتے ہیں۔ ان کی اس حالت زار کو بیان کرتے ہوئے غالب کا یہ شعر بے اختیار زبان پر آجاتا ہے کہ

جیرل بول دل کوروں کو جیشوں [illegible]
مقدر دریمیو قسا تو رکھوں توجہ گو میں

اب آئیے ذرا ہندو قوم کی طرف نظر کریں۔ یہ بھی برائے نام ہندو رہ گئے ہیں۔ مذہبی رسومات صرف بعض بعض پرانے لوگوں ہی تک محدود ہو کر رہ گئی ہیں اور جو لوگ مذہبی رسوم سرانجام بھی دیتے ہیں وہ بھی حضرت رام چندر جی اور شری کرشن جی کے اسوۂ حسنہ کو چھوڑ چکے ہیں اور ان کے مقدس مقامات میں وہ وہ نظارے ہوتے ہیں کہ توبہ ہی بھلی۔ چنانچہ ہردوار کے اخبار "ہندو گزٹ" نے اپنی اشاعت ۱۹؍ اگست ۱۹۴۹ء میں اس حقیقت سے یوں پردہ ہٹایا ہے کہ:

"گنگا کے کنارے کی حویلیاں بہ شوقین اور فیشن ایبل لوگ بڑے سے بڑا کرایہ ادا کر کے لے لیتے ہیں اور من مانی عیش کرتے ہیں۔ کوئی باز پرس کرنے والا نہیں کہ یہ ہردوار کی پوتر بھومی اور رشیوں منیوں کا استھان ہے۔ شمعدان پیرس کی تفریح گاہ نہیں۔ لیست سے شیلان اور تفرادیہ دیگر شہروں سے رنڈیوں اور بدمعاش عورتوں کو لے آتے ہیں اور ان سے ہیڈول خوب گلچھرے اڑاتے ہیں۔ مرگی پوڑی کے گھاٹ پر گنگا پر گھنٹوں تک وہ کھیل کود اور اودھم مچتا ہے کہ توبہ ہی بھلی۔ نہایت شیطانی اور شرمناک نظارے نظر آتے ہیں۔ یہ ہے ہندو قوم کے لئے ادب کرنے کا مقام ہے کہ اس کے مقدس ترین تیرتھ اور شری گنگا جی کی یہ حالت ہے۔"

(بحوالہ ریویو ماہ اکتوبر ۱۹۴۹ء صفحہ ۸۸)

اور یہی حالت آج عیسائیوں کی ہے جس کا اندازہ جیسا کہ انگلستان کے نامی گرامی پادری ڈاکٹر جان رابنسن کی کتاب "Honest to God" سے ہوتا ہے وہ لکھتے ہیں:

"ہمارے انگلستان سے تعلق رکھنے والے باقاعدہ درج شدہ ممبروں کی تعداد ۲ کروڑ ۷۰ لاکھ ہے۔ البتہ صرف تیس لاکھ افراد ایسے ہیں جو گرجا میں جانے کے عادی ہیں اور وہ بھی ہزاروں میں بلکہ سال میں ایک دفعہ۔"

نیز وہ لکھتے ہیں:

"ایک اینگلیکن بشپ نے حال ہی میں یہ تجویز پیش کی تھی کہ ہمیں موجودہ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے کم از کم اس عرصہ کے لئے جب تک کہ موجودہ نسل زندہ ہے "خدا" کا لفظ استعمال کرنا ہی ترک کر دینا چاہئے۔ یہ نتیجہ ہے غالباً اس صورت حالات حال کا کہ شادی بیاہ اور تدفین کے مواقع کے سوا ہزاروں لوگ لندن کے گرجے اتنے ہی خالی ہوتے ہیں حتی کہ دیہات کے آٹھ ہزار گرجے جو از منۂ وسطیٰ سے وآثار قدیمہ کی شکل میں غیر آباد چلے آ رہے ہیں۔"

(بحوالہ اخبار بدر ۱۷ جون ۱۹۶۴ء صفحہ)

یہی مذہبی اعتبار سے دور میں ہر قوم تاریکی و جہالت کی بھول بھلیوں میں بھٹکتی نظر آتی ہے۔ لوگ مذہب اور خدا سے اتنے دور ہو گئے ہیں کہ اس کی طرف بلانے والے کو دیوانہ سمجھتے ہیں اور عبادتِ الٰہی کو تضیع اوقات سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ یہی ایک اطمینانِ قلب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

اخلاقی و تمدنی حالت

حضرات! مذہبی حالت کے بعد اب میں آپ کے سامنے موجودہ زمانہ کی اخلاقی اور تمدنی حالت پیش کرتا ہوں۔

جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ آج ہر سو دہریت و مادیت اپنا جال پھیلا رہی ہے۔ اور اس پر مزید یہ کہ ہر چیز کو اقتصادی یا economic نظریہ ہی سے جانچا جاتا ہے جس کی وجہ سے ایک طرف اس طبقہ کو ہر اعتبار سے زیادہ عزت حاصل ہے جو اقتصادی پوزیشن مضبوط رکھتا ہے اور دوسری طرف اس نظریہ کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ہر شخص کو زیادہ سے زیادہ اقتصادی ترقی کرنے کا ہیضہ لگ گیا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ دولت اکٹھی کر لے اور دولت اکٹھی کرنے کی دھن میں پھر انسان یہ نہیں سوچتا کہ کونسا ذریعہ جائز ہے اور کونسا ناجائز۔ اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَيُصِمُّ" یعنی کسی بھی چیز کی ناجائز محبت انسان کو اندھا اور بہرہ بنا دیتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ آج کورپشن، چور بازاری، ذخیرہ اندوزی، ہلادھب، منافع خوری اور سمگلنگ نے چاروں طرف اپنا خوفناک منہ پھیلائے انسان اور انسانیت کو نگلتی جا رہی ہے۔ چنانچہ انگلستان کے مشہور مفکر جارج برنارڈ شا دولت اکٹھی کرنے کی موجودہ دوڑ کو طنزیہ طور پر یوں بیان کرتے ہیں کہ:

"It is the duty of every citizen to insist upon having money as the beginning of wisdom and if society denies it, to beg, borrow, sponge, steal or murder under he gets it. Infact let every adult with less than £ 365 a year be paintlessly but inexorably killed."

یعنی ہر شہری کا فرض ہے کہ کسی نہ کسی طریقہ سے روپیہ حاصل کرے۔ کیونکہ روپیہ ہی تمام کمالات اور سداقتوں کا منبع ہے اگر سوسائٹی اس راستہ میں روک بنے تو اسے چاہئے کہ بھیک مانگے، قرض لے، چوری کرے یا قتل کر کے روپیہ پیدا کرے اور ہر بالغ انسان کہ جس کی آمد ۳۶۵ پاؤنڈ سالانہ سے کم ہو ایک خفیہ [illegible] طریقہ سے نہایت بے دردی سے موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔

(بحوالہ الفضل ۱۲؍ مئی ۱۹۶۷ء)

معزز حاضرین! ہمارے موجودہ دور میں خصوصاً یورپ اور امریکہ کی تہذیب نے ایک ایسا رنگ اختیار کیا ہے کہ مذاہب نے اور خصوصاً اسلام نے جن باتوں کو فحش قرار دیا ہے۔ وہ ان کے سماج کے نزدیک تہذیب کا جزو بن گئی ہیں۔ جیسے غیر عورتوں کی کمروں میں ہاتھ ڈال کر ناچنا۔ عورتوں کے حسن و جمال کی تعریف کرنا۔ غیر عورتوں کو ساتھ لے کر سیروں کو جانا اور جو شخص ان باتوں سے احتراز کرتا ہے اُسے دقیانوسی اور غیر مہذب قرار دیا جاتا ہے۔ اس زمانہ سے پہلے ان باتوں کا تصور کوئی آدمی نہیں کر سکتا تھا۔ نہ عرب میں، نہ ہندوستان میں، نہ ایران میں، نہ روم میں۔ پہلے زمانہ میں بھی ناچ رنگ ہوتے تھے۔ لیکن یہ کوئی تسلیم کرنے کو تیار نہ تھا کہ تہذیب و تمدن کی جڑ کبھی نئے دانے خاندانوں کی بہو بیٹیاں اس فعل کو اپنا شغل بنائیں گی۔ اور اس کو شرافت اور شائستگی کا جزو سمجھیں گی۔ لیکن آج رفتہ رفتہ ہر طرف اسی یورپین تہذیب کا اثر دیکھنے میں آتا چلا جا رہا ہے۔ حالات آپ کے سامنے ہیں۔ تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ اکبر الٰہ آبادی نے اسی تہذیب کا ذکر اپنے ایک شعر میں یوں کیا ہے ؎

خدا کے فضل سے بیوی میاں دونوں مہذب ہیں
حجاب ان کو نہیں آتا انہیں غصہ نہیں آتا

پھر اس کے ساتھ ہی اس فحش کیلئے کثرت شراب نوشی جلتی پر تیل کا کام کرتی ہے۔ یورپ و امریکہ میں اس قدر شراب استعمال کی جاتی ہے کہ شاید اس قدر پانی نہیں پیا جاتا ہوگا۔ اور یہ چیز بھی سوسائیٹی اور تہذیب کا ایک لازمی حصہ بن گئی ہے اور اس سے بچنا کسی کو بھی گوارا نہیں۔ پس جب ایک طرف عورتوں اور مردوں کا کھلم کھلا اختلاط ہو اور دوسری طرف شراب نوشی جیسی چیز جذبات شہوانیہ کو بھڑکانے اور انسان کو اپنے کنٹرول سے باہر کر دینے کیلئے موجود ہو تو پھر خود ہی سوچئے کہ جنسی اختلاط کی کیا حالت ہوگی۔ اس کی وہی مثال ہوگی جیسے ایک بھوکے کتے کے آگے نرم نرم روٹیاں رکھ دی جائیں اور توقع یہ کریں کہ وہ ان روٹیوں پر منہ نہ مارے۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اسی اختلاط کے نتیجہ کو امریکہ کے مشہور پادری ڈاکٹر بلی گراہم اپنے ایک مضمون بعنوان "I have a Social Gospel" میں یوں بیان کرتے ہیں کہ:

"حرام کاری جنسی تشدد اس درجہ بڑھ چکا ہے کہ قوم لوط کی بستیوں سدوم اور عمورہ کی یاد تازہ ہوئے بغیر نہیں رہتی۔ مجھ خود میری بیوی نے کہا تھا کہ اگر خدا نے امریکہ کے بارہ میں اپنا فیصلہ صادر نہ کیا تو

قبولیت دُعا کے شیریں پھل

تقریر مکرم حکیم محمد دین صاحب مبلغ انچارج میسور سٹیٹ برموقعہ جلسہ سالانہ

(قادیان ۱۹۶۶ء)

(۳)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مخالفت کی آندھیوں اور کفر کے فتوؤں کے طوماروں اور بائیکاٹ کے تاریک دنوں میں یہ دعا فرمائی تھی .... خدا تعالےٰ نے یہ دعا قبول فرمائی اور آپ کو اس کی قبولیت کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا :-

"يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُوحِي إِلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ"

"یعنی تیری وہ لوگ مدد کریں گے جن کو ہم آسمان سے وحی کریں گے۔"

(تذکرہ صفحہ ۵۰)

خدا تعالےٰ کا یہ وعدہ بڑی عظمت اور نہایت صفائی سے پورا ہوا۔ ایک جگہ نہیں ہر ملک میں ہزارہا لوگ جو پہلے دشمن اور مخالف تھے خدا تعالےٰ کی طرف سے بذریعہ کشف۔ الہام یا خواب اطلاع پاکر سچے مخلص اور جاں نثار مرید بن گئے۔ یہ بشارت اُس وقت سے اب تک پوری ہو رہی ہے۔ حضور کے بعد حضور کے خلفاء کے حق میں بھی پوری ہوئی ہے۔ اور مسلسل ہو رہی ہے۔ اگر ان شہادتوں کو شروع سے اب تک محفوظ کیا جاتا تو بے شمار جلدوں میں یہ صداقت سماتی۔ تاہم اب بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب آپ کے خلفاء کرام رضی اللہ عنہم کی کتب، اور سلسلہ کے علمائے کرام کی کتابوں میں نیز سلسلہ کے اخباروں میں ان کا ریکارڈ محفوظ ہے۔ اور باقاعدہ اس سلسلہ میں ایک کتاب مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبشر مولوی فاضل "بشارات رحمانیہ در سلسلہ احمدیہ" کے نام سے شائع ہو چکی ہیں جس میں بے شمار معتبر شہادتیں درج ہیں۔ اُن میں سے ایک پایہ کی شہادت بطور نمونہ پیش کر رہا ہوں۔ یہ شہادت خاکسار نے خود بھی حضرت سیٹھ اسمٰعیل صاحب آدم رضی اللہ عنہ سے سُنی تھی وہ بیان کرتے ہیں کہ ۱۸۹۵ء یا ۱۸۹۶ء کے اوائل میں علاقہ کچھ کاٹھیاواڑ کے مشہور بزرگ سید پیر رشید الدین صاحب علم نام سے مشہور تھے جن کے مرید اس علاقہ میں دو لاکھ کے قریب تھے۔ پیر صاحب سے مکرم سیٹھ صاحب رضی اللہ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے کی صداقت معلوم کرنے کے سلسلہ میں دعائے استخارہ کر کے مطلع کرنے کی استدعا کی۔ موصوف نے اس کے بارہ میں مندرجہ ذیل شہادت دی۔

(۱) شہادت اوّل ہمارے سلسلہ کا دستور ہے کہ مابین مغرب و عشاء ہم اپنے مریدوں کے ساتھ حلقہ کر کے ذکر الٰہی کیا کرتے ہیں۔ ایک روز اُس حلقہ میں بحالتِ کشف آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہم نے دیکھا تو ہم نے آپ سے سوال کیا کہ یا حضرت یہ شخص مرزا غلام احمد کون ہے تو آپ نے جواب دیا "از ماست" (یعنی ہماری طرف سے ہے)

(۲) شہادت دوم ہمارے خاندان کا وطیرہ ہے کہ بعد از نماز عشاء ہم کسی سے کلام نہیں کرتے اور سو جاتے ہیں۔ یہی سنتِ رسول ہے۔ ایک دن خواب میں ہم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو ہم نے سوال کیا کہ حضور مولویوں نے اس شخص پر کفر کے فتوے لگائے ہیں۔ اور اس کو جھٹلاتے ہیں تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

"در عشق ما دیوانہ شد۔ است"

"یعنی ہمارے عشق میں دیوانہ ہے۔"

(۳) شہادت سوم تہجد کے بعد ایک دن مسنون طور پر کروٹ پر لیٹے لیٹے غنودگی طاری ہوئی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف فرما ہوئے۔ اُس وقت ہماری حالت نیند اور بیداری کے درمیان تھی تو ہم نے آپ کا دامن پکڑ لیا اور عرض کیا یا رسول اللہ اب تو سارا سندھ کاٹھیاواڑ اور حیدرآباد اور عرب کے علماء نے بھی کفر کے فتوے دیدیئے ہیں۔ تو آپ نے مجھے بلال سے تین بار فرمایا۔

ھو صادق۔ ھو صادق۔

ھو صادق۔

وہ سچا ہے وہ سچا ہے۔ وہ سچا ہے اس کے ساتھ پیر صاحب نے لکھا یہ ہے سچی گواہی جو ہمارے پاس ہے۔ ہم آپ کی قسم سے سبکدوش ہو گئے۔ ماننا نہ ماننا آپ کا کام ہے۔

(۴) قبولیت دُعا کا چوتھا شیریں پھل تریاق القلوب میں بیان شدہ حضور کی دعا کے دو حصے ہیں۔ ایک حصے کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ اب بقیہ حصہ میں آپ نے اپنی جماعت میں پاکی اور پرہیزگاری کا اعلیٰ نمونہ قائم ہونے اور حضور کی ہدایتوں کے مطابق جماعت میں پاک تبدیلی پیدا ہونے کی دعا فرمائی تھی۔ تا کہ آپ کی جماعت کے نیک وجود طالبانِ حق کو نیکی کی طرف کھینچیں اور اس طرح پر تمام قومیں جو زمین پر ہیں اللہ تعالےٰ کی قدرت اور اُس کے جلال کو دیکھیں ...... اللہ تعالےٰ نے حضور کی اس دعا کو بھی قبول فرمایا۔ اور مندرجہ ذیل الہام کے ذریعہ حضور کو اس کی قبولیت کی بشارت دی کہ

أَصْحَابُ الصُّفَّةِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا أَصْحَابُ الصُّفَّةِ تَرَى أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ يُصَلُّونَ عَلَيْكَ۔ رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ وَدَاعِيًا إِلَى اللّٰهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا - أَمْلُوا

(تذکرہ صفحہ ۵۲-۵۳)

ترجمہ :- "یعنی تجھے ایسے لوگ قبول کریں گے جو اپنے وطنوں سے ہجرت کر کے تیرے حجروں میں آکر آباد ہوں گے۔ وہی ہیں جو خدا کے نزدیک اصحاب الصفّہ کہلاتے ہیں اور تو کیا جانتا ہے کہ وہ کس شان اور کس ایمان کے لوگ ہوں گے۔ تو دیکھے گا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گے۔ وہ تیرے پر درود بھیجیں گے اور کہیں گے اے ہمارے خدا ہم نے ایک آواز دینے والے کی آواز سنی جو ایمان کی طرف بلاتا ہے اور ایک چمکتا ہوا چراغ ہے سو ہم ایمان لائے۔ اور ان تمام پیشگوئیوں کو تم لکھ لو کہ ایک وقت پر واقع ہوں گی۔"

جس طرح جسمانی اولاد بمنزلہ پھل ہوتی ہے۔ روحانی اولاد بھی بمنزلہ پھل ہوتی ہے اسی کے پیشِ نظر حضرت مسیح علیہ السلام نے ماموروں کی سچائی کا کیا اچھا معیار پیش فرمایا ہے کہ

"درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔"

جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا خدا تعالےٰ نے قبول فرمائی ہے اور آپ کو روحانی اولاد کے شیریں پھل عطا فرماتا ہے تو آپ اُن شیریں پھلوں کی شان اِن الفاظ میں بیان فرماتے ہیں :-

> مسیحِ وقت اب دنیا میں آیا
> خدا نے عہد کا دن ہے دکھایا
> مبارک وہ جو اب ایمان لایا
> صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا
> وہی مے اُن کو ساقی نے پلا دی
> فسبحان الذی اخزی الاعادی

چنانچہ اس بارہ میں فضل الٰہی کا ذکر کرتے ہوئے بڑے شکر و امتنان کے ساتھ فرماتے ہیں کہ

"میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم ایک لاکھ آدمی میری جماعت میں ایسے ہیں جو سچے دل سے میرے پر ایمان لائے اور اعمالِ صالحہ بجا لاتے ہیں۔ اور باتیں سننے کے وقت ایسے روتے ہیں کہ ان کے گریبان تر ہو جاتے ہیں۔ میں اپنے ہزارہا بیعت کنندوں میں اس قدر تبدیلی دیکھتا ہوں کہ موسیٰ نبی (علیہ السلام) کے پیروؤں میں سے جو اُن کی زندگی میں اُن پر ایمان لائے تھے۔ ہزارہا درجہ ان کو بہتر خیال کرتا ہوں اور اُن کے چہروں پر صحابہؓ کے اعتقاد اور صلاحیت کا نور پاتا ہوں ...... میں دیکھتا ہوں کہ میری جماعت نے جس قدر نیکی اور صلاحیت میں ترقی کی ہے یہ بھی ایک معجزہ ہے۔ ہزارہا آدمی دل سے فدا ہیں اگر آج اُن کو کہا جائے کہ اپنے تمام اموال سے دستبردار ہو جاؤ تو وہ دستبردار ہونے کے لئے مستعد ہیں پھر بھی میں ہمیشہ اُن کو اور ترقیات کے لئے ترغیب دیتا ہوں اور اُن کی نیکیاں اُن کو نہیں سناتا مگر دل میں خوش ہوں۔"

(الحکم نمبر ۴ صفحہ ۱۶ و ۱۷)

اس سلسلہ میں ہندوستان کے مختلف المذاہب نامور افراد کی شہادتیں پیش کرتا ہوں کہ اُن کی آنکھوں نے اس قبولیت دعا کے شیریں ثمر کس رنگ میں حلاوت محسوس کی۔

(۱) محترم سردار دیوان سنگھ مفتون اپنے اخبار ریاست کے ۱۳ نومبر ۱۹۵۴ء کے پرچہ میں لکھتے ہیں :-

"ہم کہہ سکتے ہیں کہ جہاں تک اسلامی شعار کا تعلق ہے ایک معمولی احمدی کا دوسرے مسلمانوں کا بڑے سے بڑا مذہبی لیڈر بھی مقابلہ نہیں کر

سکتا۔ کیونکہ احمدی ہونے کے لئے یہ لازمی ہے کہ وہ نماز، روزہ زکوٰۃ اور دوسرے اسلامی احکام کا عملی طور پر پابند ہو۔ چنانچہ ایڈیٹر "ریاست" کو اپنی زندگی میں سینکڑوں احمدیوں سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ اور اُن سینکڑوں میں سے ایک بھی ایسا نہیں دیکھا گیا جو کہ اسلامی شعائر کا پابند اور دیانت دار نہ ہو۔ اور ہمارا تجربہ یہ ہے کہ ایک احمدی کے لئے بد دیانت ہونا ممکن ہی نہیں۔ کیونکہ یہ لوگ خدا سے ڈرتے ہی نہیں بلکہ خدا سے ہر کتے ہیں اور ان کے مبلغین کو دیکھ کر تو عیسائیوں کے ان بلند کیرکٹر کے وہ پادری یاد آ جاتے ہیں۔ جن کے اُسوۂ حسنہ کو دیکھ کر ہندوستان کے لاکھوں انسانوں نے عیسائیت کو قبول کیا"۔

(ب) دوسری شہادت علامہ نیاز فتحپوری مرحوم کی ہے۔ موصوف اپنے موقر رسالہ "نگار" میں رقمطراز ہیں:۔

"وہ چند ساعتیں جو میں نے قادیان میں بسر کیں میری زندگی کی وہ گھڑیاں تھیں جن میں کبھی فراموش نہیں کر سکتا ان چند ساعتوں میں جو کچھ میں نے یہاں دیکھا وہ میری زندگی کا اتنا دلچسپ تجربہ تھا کہ اگر میرے اختیار میں ہوتا تو پچاس سال پیچھے ہٹ کر زندگی شروع کرتا جو قادیان کی احمدی جماعت میں مجھے نظر آئی۔

ان کی دفتری تنظیم بھی گویا ایک شفاف آئینہ ہے جس میں زنگ کا نام تک نہیں یکسر خلوص و اخلاق یکسر حرکت و عمل یہی وہ مختصر جماعت ہے جس نے ۱۹۴۷ء کے خونی دور میں اپنے آپ کو ذبح و قتل کے لئے پیش کر دیا۔ اور اپنے ہادی و مرشد کے مسقط الراس کو ایک لمحے کے لئے چھوڑنا گوارا نہ کیا۔ یہی وہ جماعت ہے جس نے محض اخلاق سے ہزاروں دشمنوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا اور اُن سے بھی قادیان کو ...

ثابت کرا لیا۔

اس سلسلہ میں ایک بڑی خدمت جو صدقۂ جاریہ کی حیثیت رکھتی ہے وہ قادیان کا شفا خانہ ہے اس میں ۱۹۴۸ء سے اس وقت تک تین لاکھ چھیالیس ہزار تین سو مریضوں کا علاج کیا گیا ہے جن میں تیس فی صدی مسلمان اور ستر فی صدی غیر مسلم تھے"۔

(نگار لکھنؤ ماہ ستمبر ۱۹۶۰ء)

(۵) قبولیتِ دعا کا پانچواں شیریں پھل

دنیا بھر میں خدمتِ اسلام کا کام شروع کرنے کے عزم اور ابتدائی مشکلات کا یہ عالم کہ حضور خود فرماتے ہیں۔ اس زمانہ میں ۲۰ روپے ماہوار بھی آمد نہ تھی۔ اس زمانہ میں عبدالحق غزنوی نے حضور سے دعائے مباہلہ کا اصرار کیا۔ حضور اُسی ضمن میں فرماتے ہیں۔

"مجھے اس کے ساتھ مباہلہ کرنے میں تامل تھا کیونکہ جس شخص کی شاگردی کی طرف وہ اپنے تئیں منسوب کرتا تھا وہ میرے خیال میں صالح آدمی تھا۔ یعنی مولوی عبداللہ غزنوی صاحب مرحوم اور اگر وہ میرے زمانہ کو پاتا تو میں یقین کرتا ہوں کہ وہ مجھے میرے دعوے کے ساتھ قبول کرتا اور رد نہ کرتا۔ وہ مردِ صالح میری دعوت سے پہلے ہی وفات پا گیا"۔

پھر فرماتے ہیں:۔

"بہر حال مباہلہ میں جو اس نے (یعنی عبدالحق غزنوی) نے چاہا کہا مگر میری دعا کا مرجع میرا ہی نفس تھا اور میں جناب الٰہی میں التجا کر رہا تھا کہ اگر میں کاذب ہوں تو کاذبوں کی طرح تباہ کیا جاؤں۔ اور اگر میں صادق ہوں تو خدا میری مدد اور نصرت کرے اس بات کو گیارہ برس گزر گئے جب یہ مباہلہ ہوا تھا۔ بعد اس کے جو خدا نے میری نصرت و مدد کی میں اس مختصر رسالہ میں اس کو بیان نہیں کر سکتا۔ اس وقت مالی مشکلات اس قدر تھے کہ بیس روپے ماہوار بھی نہیں آتے تھے اور قرضہ لینا پڑتا تھا"۔

(ماخوذ از حقیقت الوحی صفحہ ۲۴۲)

اس کے بعد اور ہوشیارپور کے چلہ کی دعاؤں کے بعد نیز اس الہامی دعا کے بعد کہ

"الٰہی میرے سلسلہ کو ترقی ہو اور تیری نصرت اور تائید اس کے شاملِ حال ہو"۔

(تذکرہ صفحہ ۷۴۶)

اللہ تعالیٰ نے پے در پے آپ کو بشارتیں دیں

(۱) الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ۔

یہ بشارت تو سب سے پہلے آپ کو اپنے والد صاحب مرحوم کی وفات پر یہ خیال آنے پر کہ بعض وجوہ آمدن حضرت والد صاحب کی زندگی سے وابستہ ہیں پھر نہ معلوم کیا ابتلاء پیش آئے گا تب آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اس الہام سے تسلّی دی گئی اور اس کے بعد بھی بارہا خدا تعالیٰ نے اس کے ذریعہ تسلی دی

(تذکرہ)

(۲) صاحب شکوہ عظمت و دولت فضلِ عمر ...... کے ذریعہ مالی مشکلات دور ہونے کی بشارت اور قوموں کو اُس سے برکت ملنے کا وعدہ (۳) تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا۔ آپ کی ذریّت و دلی محبوں کے نفوس و اموال میں برکت ملنے کا وعدہ نیز بادشاہوں امیروں کے سلسلہ میں داخل ہونے سے سلسلے کی تائید و نصرت کا وعدہ۔ پھر سلسلہ کے مالی نظام کو دنیا کی تحریکات کے مقابلہ پر کامیابی سے چلانے کے لئے نظامِ وصیت ملا۔ جس کے ذریعہ ایک دن سلسلہ کی تمام ضروریات پوری ہوں گی انشاء اللہ تعالیٰ

آیئے میں الحکم دیا کی قبولیت کی ذرا سی جھلک آپ کو دکھاؤں کہ یہ مختصر سی جماعت جو صرف اور صرف اپنے خالص چندوں سے دنیا بھر میں اشاعتِ اسلام۔ دارالتبلیغوں اور مساجد کی تعمیر، مختلف زبانوں میں قرآن مجید اور اسلامی لٹریچر شائع کرانے اور ہر ملک میں تبلیغ کے لئے مبلغین تیار کر کے اُن کو دنیا کے مختلف ممالک میں بھجوا کر تبلیغ کرانے کے علاوہ بنی نوعِ انسان کی خدمت و مفاد کے کاموں پر جو خرچ کر رہی ہے ان سب اخراجات کے لئے جماعتی چندوں کی آمد کا سالانہ بجٹ اب بفضلہ ۲۰ روپے ماہوار سے ترقی کر کے تقریباً ۶۵-۷۰ لاکھ روپے سالانہ کے لگ بھگ پہنچ چکا ہے۔ فالحمد للہ اللّٰھم زِد فَزِد۔ اور خدائی بشارتوں کے مطابق بفضلہ اس میں اضافہ جاری ہے۔ ایک حق کا متلاشی ایسے ایسے ایک ہی نشان پر غور کر کے دیکھے کہ دنیا میں کیا کوئی اس کی نظیر پیش کر سکتا ہے؎

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار

پھر یہ نسخہ الامرِ الیس اللہ بکافٍ ...

مسیح کی انگوٹھی سے لاکھوں انسانوں تک پھیل چکا ہے۔

اس بشارت کے ابتدائی دنوں میں حضور نے اپنے ایک قدیم رفقاء کے ساتھ اس خدائی وعدہ کو انگوٹھی پر کندہ کراتے ہیں۔ تاکہ یہ یادگار ایمانوں کی تازگی اور زیادتی کا ہمیشہ موجب بن کر شکر گزاری کی محرک ہو۔ کجا وہ زمانہ کہ حضور فرماتے ہیں کہ ۲۰ روپے ماہوار بھی آمد نہ تھی۔ اور کجا یہ زمانہ کہ امامِ وقت کا اعلان ہو کہ گھڑوں میں جھاڑو دے کر سب کچھ لے آؤ۔ تو کون سچا احمدی ہے جو اس سے دریغ کرے گا کاش کہ قبولیت دعا کے اس شیریں پھل سے دنیا فائدہ اُٹھائے۔ ابھی حال میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد جماعت کے سامنے ہمارے موجودہ امام ہمام ایدہ اللہ تعالیٰ نے فضلِ عمر فاؤنڈیشن کی تین سالہ مالی تحریک پیش فرمائی جس کا مقصد حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پسندیدہ اور محبوب کاموں کو دنیا میں صدقۂ جاریہ کے طور پر جاری رکھنا ہے۔ ابھی بمشکل ایک سال اس پر گزرتا ہے کہ جماعت نے والہانہ اخلاص سے اس پر لبیک کہا۔ / ۵۲ لاکھ روپے کے قریب وعدے کئے اور ایک تہائی رقم اپنے امام کی خدمت میں سال ختم ہونے پر پیش کرنے کا عزم ہے۔ بڑی سے بڑی رقم ایک آدھ دفعہ یا چند مرتبہ جمع کرنا کوئی بڑی بات نہیں۔ مگر بے سرو سامانی میں خدا تعالیٰ کا نازاویہ گمنامی میں بیٹھے ہوئے بندے کو اپنی مدد کا یقین دلانا اور پھر پون صدی تک مسلسل تائید و نصرت کے رات دن نشان دکھانا اور اس دوران میں ایک دن بھی ایسا نہ آنے دینا کہ اُسے یا اس کے بعد اُس کے سلسلہ کے کاموں کو چلانے والوں کو پریشانی اُٹھانی پڑی ہو۔ مالی تائید کا یہ ہاتھ۔ یہ برکت۔ یہ روز افزوں ترقی۔ قدم قدم پر بشارتیں۔ اُنکے مطابق تائیدی نشانات۔ مالی نظام کو استحکام۔ طویل العمر اور تقاریر میسر آنا اور آگے بڑھتے جانا یہ سب اسباب ایسے ہیں جن کی لاریب الٰہی سلسلوں کے علاوہ کوئی نظیر نہیں۔ سلسلہ کے تمام کاموں کو خوش اسلوبی سے آج تک چلانے میں جماعت کی مالی قربانیوں کی ایک زبردست تاریخ ہے۔ جو شخص صدقِ دل سے اس قبولیت دعا پر غور کریگا وہ قائل ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آخر یہ مال کہاں سے آیا اور آرہا ہے اور انشاء اللہ بڑھتا چلا آتا چلا جائے گا کیا یہ قبولیتِ دعا کا شیریں پھل نہیں؟ یقیناً ہے ابھی تو اسکی حلاوت کو تھوڑوں نے چکھا ہے ایک جہان اسکی حلاوت سے آئندہ لطف اندوز ہوگا۔ اور حضور کی ابتدائی درویشانہ حالت اور بعد کی برکات ہمیشہ لوگوں کے ایمان کی تازگی اور

حیدرآباد میں رمضان المبارک کا پُر لطف پروگرام

عید الفطر کی مبارک تقریب اور دیگر مصروفیات

بفضلہٖ تعالیٰ امسال بھی حسب سابق جماعت احمدیہ حیدرآباد میں رمضان شریف کی برکت سے ایک خاص روحانی ماحول بنا رہا۔ چنانچہ اس مقدس ماہ میں روزانہ نمازِ تراویح اور درس و تدریس کا سلسلہ باقاعدہ جاری رہا۔ یعنی سکندرآباد میں محترم حافظ صالح محمد الٰہ دین صاحب ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی نماز تراویح پڑھاتے رہے اور حیدرآباد میں نماز تراویح پڑھانے کی سعادت خاکسار کو حاصل ہوئی۔ علاوہ ازیں بعد نماز عصر قرآن کریم کا درس اور نماز تراویح کے بعد حدیث ریاض الصالحین کا درس خاکسار دیتا رہا۔ نیز ہر ہفتہ و اتوار کی درمیانی شب کو نماز تہجد اور اجتماعی دعاؤں کا پروگرام بھی ہوتا رہا۔ جس میں کثیر تعداد میں احباب شریک ہوتے رہے۔ اس موقعہ پر مخیر احباب کی طرف سے پُر تکلف سحری کا بھی انتظام ہوا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

جلسے اس مقدس ماہ میں آنے والے ہر اتوار کو مختلف امور کے تحت احمدیہ جوبلی ہال میں بعد نماز عصر تا مغرب جلسے ہوتے رہے۔ چنانچہ پہلا جلسہ مورخہ ۱۸ر دسمبر کو زیر صدارت مکرم مولوی سراج الحق صاحب منعقد ہوا۔ جس میں مکرم ڈاکٹر سید جعفر علی صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس اور مکرم محمد عبد اللہ صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ایس۔ سی نے جلسہ سالانہ قادیان اور زیارت مقاماتِ مقدسہ کے متعلق اپنے تاثرات اور خیالات کا اظہار کیا۔

دوسرا جلسہ فضائل رمضان کے تعلق میں ہوا جس کی روئیداد اس رپورٹ کی ابتداء میں درج کی گئی ہے۔

تیسرا جلسہ مکرم مولوی احمد حسین صاحب نائب امیر کی زیر صدارت فضائل شب قدر بیان کرنے کے لئے ۸ جنوری ۱۹۶۷ء کو منعقد ہوا۔ مکرم مولوی محمد صادق صاحب ایم۔ اے اور خاکسار نے لیلۃ القدر کی حقیقت اور اس کے فضائل پر روشنی ڈالی۔

جلسوں کے بعد بعض احباب کی طرف سے افطاری کا انتظام بھی ہوتا رہا۔ جزاھم اللہ۔

اختتام درس اور اجتماعی دعا حسب سابق امسال بھی ختم درس القرآن اور اجتماعی دعا کی تقریب مورخہ ۲۷ر رمضان المبارک مطابق ۱۱ر جنوری بروز جمعہ شنبہ بعد نماز مغرب مکرم امیر صاحب کی زیر نگرانی ہوئی۔ سب سے پہلے خاکسار نے سورۃ الفرقان کے آخری رکوع کا درس دیتے ہوئے عباد الرحمٰن کی تعریف اور ان کے اوصاف بیان کئے۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے مختصر خطاب کرتے ہوئے ایک لمبی اور پُر سوز اجتماعی دعا کرائی۔

اس تقریب اور دعا میں شرکت کرنے کے لئے تمام افراد و خواتین اور بچگان بہت ہی کثرت سے شریک ہوئے۔ حتیٰ کہ پورا ہال اور اس کے ملحقہ تمام جگہیں ان سے پُر ہو گئیں۔

اس موقعہ پر مکرم سیٹھ سید حسین صاحب کاچی گوڑہ اور ان کے فرزندان مکرم سید جہانگیر احمد صاحب سیکرٹری تبلیغ اور مکرم سید عمر صاحب جنرل سیکرٹری کی طرف سے اوّل دعا اور ایک پُر تکلف طعام کا نہایت اعلیٰ پیمانہ پر انتظام کیا گیا تھا۔

. . . .

. . . .

۱ . . . .

۱ . . . . کیا پچھلے چند سالوں سے ایک کثیر رقم خرچ کرنے پر اسی اس موقعہ پر ان کی طرف سے پُر تکلف دعوت کا انتظام ہوتا رہا ہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

(۲)

نمازِ عید الفطر حیدرآباد میں عید الفطر مورخہ ۱۳ر جنوری سنہ ۶۷ء کو تھی۔ اس دن ۱۰ بجے عید کی نماز مقرر کی گئی۔ اور تمام جماعت کو مطلع کر دیا گیا۔ چونکہ ہال میں تمام افراد و خواتین کے لئے نماز پڑھنے کی گنجائش نہیں ہے۔ اس لئے جوبلی ہال کے پیچھے کھلے میدان میں دو بڑے بڑے شامیانے اور قناتیں نصب کئے گئے جسے مردوں کے لئے اور جوبلی ہال عورتوں کے لئے مخصوص کئے گئے۔

نماز عید الفطر اور خطبہ مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ نے پڑھا جس میں کثیر تعداد میں احباب شریک ہوئے۔

(۳)

کرسمس اور نئے سال کا تحفہ کرسمس اور نئے سال کے موقعہ پر حیدرآباد کے نامور پادریوں اور عیسائی منادوں کو تحفہ کے طور پر احمدیہ لٹریچرز خوشنما پیکٹوں میں بند کر کے پہنچائے جانے کا انتظام کیا گیا۔ اس تعلق سے خاکسار کے ایک زیر تبلیغ مخلص نوجوان طالب علم نے بہت زیادہ تعاون فرمایا۔ جزاھم اللہ۔ موصوف ایک عرصہ سے عیسائی پادریوں کے زہریلے پروپیگنڈوں سے بہت متاثر ہو کر بپتسمہ لینے پر بھی آمادہ تھے لیکن چند ماہ قبل میرے ساتھ ان کی ملاقات ہوئی۔ خاکسار نے ان کے سامنے عیسائیت کی اصلیت واضح کی۔ چند ہی ملاقاتوں کے بعد وہ نہ صرف عیسائی عقیدوں سے سخت متنفر ہوئے بلکہ عیسائیوں میں اسلام اور حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی صحیح تصویر پہنچانے کا بڑا جوش رکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام اور احمدیت کی صداقت میں کئی سچی خوابیں بھی دکھائی ہیں۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جلد ہی احمدیت کی آغوش میں لے آئے۔ آمین۔

اس مخلص دوست کے ذریعہ کرسمس اور نئے سال کے تحفہ کے طور پر مندرجہ ذیل لٹریچرز پہنچا دیئے گئے۔

Where Did Jesus Die
Jesus in India
Tomb of Jesus
Jesus in Kashmir
Islam The need of The Hour
The Bible Says, Jesus Did not Die on The Cross
Why I believe in Islam
The new world order
Latest Findings about Jesus Christ
Ahmadiyya movement
Islam and Christianity
Last message of The prince of Peace

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور عیسائیت کے مقابل پر اسلام کی صداقت اور حقانیت ان پر واضح ہو۔

یاد رہے کہ خاکسار نے اس سے قبل یہاں کے عیسائی مشن کے نام چند سوالات پر مشتمل دو کھلی چٹھیاں ارسال کی تھیں لیکن کسی کو بھی اس کا جواب دینے کی ہمت نہیں ہوئی۔!!

خاکسار محمد عمر
انچارج احمدیہ مسلم مشن حیدرآباد

درخواستہائے دعا

۱۔ ہمارے والد صاحب جناب ملک بشیر احمد آڑا ضلع مونگھیر ایک لمبے عرصہ سے بیمار چلے آرہے تھے۔ گذشتہ دو ہفتے سے حالت تشویشناک صورت اختیار کر لی ہے۔ حالت تسلی بخش نہیں کہی جا سکتی۔ اور جماعت کے پرانے بزرگوں اور صحابیوں میں سے ہیں۔ سب احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ افاقہ کی کوئی صورت نظر نہیں آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے۔ آمین۔

خاکسار شریف احمد

۲۔ محمد مطلوب حسن صاحب مظفر نگر کے بہنوئی مکرم الیاس صاحب نے خدا کے فضل سے احمدیت قبول کر لی ہے۔ ان کی تمنا ہے کہ ان کی ہمشیرہ کے دل کو بھی احمدیت کے لئے کھول دے۔ اس لئے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان پر بھی احمدیت کی صداقت روشن کر دے۔ آمین۔

خاکسار مستری محمد یوسف گھڈوڑہ از قادیان

۳۔ میری ہمشیرہ کے پاؤں میں موچ کی وجہ سے ان کی صحت کے لئے تمام احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کو جلد شفائے کامل عطا کرے۔ نیز میری والدہ صاحبہ کی صحت کے لئے بھی دعا فرماویں۔

عبدالکریم آسنوری حال قادیان

موسیٰ بنی مائینز میں حضرت گورو نانک رحمۃ اللہ علیہ کے یوم پیدائش پر احمدی مبلغ کی تقریر

از مکرم شیخ ابراہیم صاحب نائب صدر جماعت احمدیہ موسیٰ بنی مائینز۔ بہار

مقامی طور پر رجسٹرڈ یونیٹی سوسائٹی موسیٰ بنی مائینز کا ایک اجلاس جنرل لائبریری ہال میں منعقد ہوا۔ اس سوسائٹی کے منتخب کنوینر مکرم ایس۔ این لال صاحب نے مختصر طور پر اس سوسائٹی کے قیام کی غرض و غایت پر توجہ دلاتے ہوئے مکرم سید غلام مہدی صاحب ناصر مبلغ سلسلہ احمدیہ سے درخواست کی کہ وہ اس سلسلہ میں اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں۔ چنانچہ مبلغ سلسلہ نے مذاہب عالم میں اتحاد کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ قرآن کریم نے مذاہب عالم میں اتحاد پیدا کرنے کے جو اصول بیان فرمائے ہیں اُسے اس زمانہ کے مصلح حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے اپنی کتاب پیغام صلح میں تحریر فرمایا ہے۔ انہیں اصولوں کے ذریعہ دنیا میں امن و صلح قائم ہو سکتی ہے۔ آپ نے بتایا کہ ملک کے مختلف مقامات پر مذہب کے نام پر جو درندگی اور قتل و غارت کا مظاہرہ ہوتا رہا ہے صرف نفسانی اغراض کے ماتحت ہوا۔ کسی مذہب کے ساتھ اُن کا کوئی تعلق نہ تھا مذہب کا مقصد تو انسان کا اپنے خالق و مالک سے تعلق اور تمام بنی نوع انسان سے خواہ وہ کسی ملک، قوم کے ہوں محبت و ہمدردی کا ثبوت دینا ہے۔ باوجودیکہ اس زمانہ کے مصلح حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے قبل از وقت ہندوستان کی دو بڑی قوموں یعنی ہندو مسلمانوں کو آپس میں صلح کرنے کی دعوت دی۔ مگر کسی نے اس طرف توجہ نہ دی آخر نتیجہ وہی ہوا جو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے فرمایا تھا کہ اگر دنیا اپنی بدعملی سے باز نہ آئے گی۔ اور بُرے کاموں سے توبہ نہیں کرے گی تو بے شمار سخت بلائیں آئیں گی۔ اور ایک بلا ابھی بس نہیں کرے گی کہ دوسری بلا ظاہر ہو جائیگی۔ آخر انسان نہایت تنگ ہو کر کہیں گے کہ یہ کیا ہونے والا ہے۔ اور بہتیری مصیبتوں کے بیچ میں آکر دیوانوں کی طرح ہو جائیں گے۔ چنانچہ اسی وجہ سے ہندوستان دو ٹکڑے ہو گیا اور اور اب مصیبت ابھی ختم نہیں ہوئی ہے نہیں یاد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

آپ نے فرمایا کہ اس سوسائٹی کے نام سے ہی ظاہر ہے کہ مذہبی میدان میں اتحاد پیدا کیا جائے اس لئے میری تجویز یہ ہے کہ ہر مذہبی تہوار پر اس سوسائٹی کی طرف سے پبلک جلسہ کیا جائے تا اس جلسہ میں اس تہوار کا مقصد پیش اولیائے مذاہب کی پاکیزہ سیرت بیان کر کے باہمی منافرت کو ختم کیا جائے اور اُن کانٹوں کو جو بعض خودغرض اور امن و اتحاد کے دشمنوں نے اس راستے میں بوئے ہیں انہیں ایک ایک کر کے نکال پھینکا جائے۔

اس سوسائٹی میں ہر مذہب کے نمائندے شامل ہیں۔ سامعین نے دلچسپی سے آپ کی تقریر کو سُنا اور اس سوسائٹی کے کنوینر کے لئے مبلغ سلسلہ کا نام پیش کیا۔ آپ نے کہا کہ سوسائٹی کا سیکرٹری یہاں کا مقامی فرد ہونا چاہیئے۔ چنانچہ مکرم ایس۔ این لال صاحب اور مکرم آر۔ کے معرو۔ بی۔ اے علی۔ ایل سیکرٹری منتخب ہوئے۔ چند دن کے بعد سوسائٹی کے سیکرٹری صاحب سے مبلغ سلسلہ کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا مذہبی میدان میں اتحاد و صلح پیدا کرنے کا کام صحیح رنگ میں آپ لوگ کر رہے ہیں یہ سوسائٹی آپ سے زیادہ اس کام کو نہیں کر سکتی۔

(۲)

مبلغ سلسلہ کی دوسری تقریر مورخہ ۲۸ر نومبر کو گوردوارہ موسیٰ بنی میں ہوئی۔ سکھ بھائیوں کی اس تقریب سے ایک دن قبل سیکرٹری گوردوارہ پربندھک کمیٹی موسیٰ بنی کی طرف سے مکرم سید غلام مہدی صاحب ناصر مبلغ سلسلہ سے تقریر کے لئے کہا گیا جب کچھ وقت مقرر ہوا باوجودیکہ مبلغ سلسلہ کی اہلیہ صاحبہ تشویشناک طور پر علیل تھیں۔ آپ گوردوارہ تشریف لے گئے۔ گوردوارہ سکھ اور ہندو احباب سے بھرا ہوا تھا۔ مکرم سردار ہرنام سنگھ صاحب سیکرٹری گوردوارہ کمیٹی نے مبلغ سلسلہ کا تعارف کرواتے ہوئے حضرت گورونانک رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت پر اظہار خیال کی درخواست کی۔ مبلغ سلسلہ مائک فون پر پہنچ کر اپنے کلمہ شہادت پڑھا۔ بعدہٗ حضرت گورونانک رحمۃ اللہ علیہ کے بچپن کے واقعات بیان کرتے ہوئے اُس وقت کی مذہبی حالت کا ذکر فرمایا۔ آپ نے بتایا کہ حضرت گورونانک رحمۃ اللہ علیہ نے ہندو مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرنے کی کوشش کی تھی۔ گورو جی کے مسلمانوں سے تعلقات کے سلسلہ میں بعض واقعات بیان فرمائے حضرت گورونانک رحمۃ اللہ علیہ کا خدا تعالیٰ سے تعلق تھا۔ اور آپ تمام بنی نوع انسان سے ہمدردی اور محبت کا سلوک رکھتے تھے۔ مبلغ سلسلہ نے حضرت بابا نانک رح کے تعلق باللہ پر روشنی ڈالتے ہوئے اُس عظیم الشان پیشگوئی کا پڑھے زور دار الفاظ میں ذکر کیا کہ حضرت گورو نانک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ ایک سو سال بعد خدا کا ایک پیارا دنیا کی اصلاح کے لئے پرگنہ بٹالہ سے ظاہر ہوگا۔ چنانچہ سکھوں کی دسویں پادشاہی کے سو سال بعد قادیان تحصیل بٹالہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرما کر گورو جی کے خدا تعالیٰ سے سچے تعلق کا ثبوت بہم پہنچا دیا۔ آج اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ گورو جی کی اور انبیاء علیہم السلام کی تعلیم پر عمل کیا جائے۔ مبلغ سلسلہ کی تقریر کے بعد مکرم صدر سردار کرتار سنگھ صاحب منتظم گوربچن کپور تھلوی نے اپنی طرف سے اور گوردوارہ پربندھک کمیٹی کی طرف سے شکریہ ادا کیا۔ اور مبلغ سلسلہ کی تقریر کے حوالہ کو دہرایا۔ بعض معزز سکھ دوست مبلغ سلسلہ سے آکر ملے اور خوشی کا اظہار کیا۔ احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ بہتر نتائج پیدا کرے۔

— آمین —

"اہلِ پیغام کی خدمت میں" — (بقیہ صفحہ ۲)

(بقیہ صفحہ ۲)

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو آپ لوگ روک نہیں سکتے!!

اور جہاں تک لطافت میں آپ لوگوں کے حامیوں کی نام نہاد تنظیم یا جماعتی مساعی کا تعلق ہے وہ کچھ بھی نہیں۔ اس کا کچا چٹھہ تو ابھی بدر کی اشاعت مورخہ ۵ر جنوری میں مکرم خواجہ محمد صدیق صاحب خاؔل صدر جماعت احمدیہ پونچھ نے کھول کر رکھ دیا ہے! یہ وہی خواجہ صاحب ہیں جو آپ ہی کی انجمن کے ممبر تھے مگر خدا تعالیٰ نے فضل کیا اب خلافتِ حقہ احمدیہ سے والہانہ عقیدت رکھتے اور اپنے علاقہ میں بڑے خلوص محبت اور خاص جوش کے ساتھ سلسلہ کی تبلیغ و اشاعت میں شب و روز مشغول ہیں۔ اسی طرح ملک کے دور جنوبی حصہ میں ہمارے پُر جوش مخلص بھائی محمد کریم اللہ صاحب نوجوان ایڈیٹر ہفت روزہ آزاد نوجوان ہیں۔ یہ سب خلافتِ حقہ احمدیہ کے شیریں پھل ہیں اور آپ لوگوں کی ناکامیوں اور نامرادیوں کے زندہ گواہ —!!

یاد رکھو جس شخص کو خدا تعالیٰ نے مسندِ خلافت پر بٹھا دیا۔ اب وہ اُس کی تائید اور نصرت بھی کرے گا۔ آپ لوگوں کی مخالفتیں اور بغض و عناد اس کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتے۔ بہتر یہی ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے فرشتہ بن کر اُس شخص کے سامنے اطاعت و فرمانبرداری کے ساتھ جھک جاؤ جس کو اُس کی قدرت نے خلافت کی کرسی پر بٹھا دیا ہے

کچھ تو خوفِ خدا کرو لوگو!
کچھ تو لوگو خدا سے شرماؤ!

درخواست دعا

خاکسار کے والد صاحب یکایک شدید بیمار ہو گئے اور انتڑی پر کسی وجہ سے سوراخ ہو گیا اور شدید درد ہوا۔ ماہ رمضان کے روزے تھے جب درد شدید ہوا تو روزہ توڑ دیا۔ اور جب معلوم ہوا کہ انتڑی میں سوراخ ہو گیا ہے تو فوراً جنرل ہسپتال لے جایا گیا۔ معائنہ کے بعد اپریشن کی ضرورت ہوئی۔ اپریشن ہوئے کو آج ۹ دن ہو گئے ہیں۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے آرام ہو گیا ہے اور کچھ باتیں بھی کر لیتے ہیں۔ اور آہستہ پٹی کھلنے والی ہے لہٰذا آپ حضرات سے گزارش ہے کہ میرے والد صاحب کی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے دردِ دل سے دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ میرے والد کو جلد از جلد صحت کاملہ عطا فرمائے۔

خاکسار نورالدین احمدی از سونگڑہ

وصــــــــــــایا

نوٹ۔ وصیتیں منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو کسی وصیت کے بارے میں کوئی اعتراض ہو تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ کو دی جائے۔
سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت نمبر ۱۳۶۴۰ - میں فرحت اختر اہلیہ صالح محمد الٰہ دین قوم پٹھان پیشہ خانہ داری عمر ۲۷ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن سکندرآباد ڈاک خانہ خاص ضلع حیدرآباد صوبہ آندھرا پردیس۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۶/۶۶ ۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:-

۱- ایک عدد سونے کا ہار وزنی ۳ تولہ
۲- ایک طلائی سیٹ جو ہار ایک جوڑا جھمکوں اور انگوٹھی پر مشتمل ہے وزن ۳½ تولہ
۳- طلائی زنجیر۔ وزن ۲ تولہ
۴- سونے کے ٹاپس دو انگوٹھیاں ایک جوڑا بالیاں ۲ تولے۔
۵- سونے کی چوڑیاں ۳ تولہ
۶- چاندی کے بٹن اور کالروں کے آر پٹے وزن چار تولہ
۷- ایک سلائی مشین جس کی قیمت -/۱۰۰ روپیہ ہے

کل ۱۵ تولے سونا اور چار تولے چاندی ہوئی جس کی قیمت اندازاً تین ہزار روپے (-/۳۰۰۰) ہے۔ میرا مہر مبلغ پانچ ہزار روپے (۵۰۰۰) ہے جس کی دو ہزار کی مالیت کا زیور مشتمل ہے جس کی تفصیل اوپر دی جا چکی ہے اب مہر کی رقم کے مبلغ -/۳۰۰۰ ہزار روپے میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہیں۔

میں بقائمی ہوش و حواس اور اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر وصیت کرتی ہوں کہ میری جائداد اور مہر کی رقم کے ⅕ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہے اور اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے ⅕ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ مجھے اپنے شوہر سے مبلغ -/۱۵ روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے اس کے ⅕ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ سوائے اس جیب خرچ کے میرا اس وقت کوئی ذریعہ آمد نہیں۔ اگر کسی وقت کوئی ذریعہ پیدا ہو جائے تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ الامۃ فرحت اختر اہلیہ صالح محمد الٰہ دین ۶/۶۶ ۹

گواہ شد صالح محمد الٰہ دین (خاوند موصیہ)
گواہ شد محمد عمر مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد ۶/۶۶ ۹۔

وصیت نمبر ۱۳۶۶۱ - میں سارا بی بی اہلیہ معشوق علی خاں قوم پٹھان پیشہ خانہ داری عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن تالیرکوٹ ڈاکخانہ خاص ضلع ڈھینکانال صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۶۶ ۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری موجودہ جائداد ۸ اگونٹھ دھرمی زمین ہے جس کی موجودہ قیمت اندازاً -/۱۸۰۰ روپیہ ہے۔ اس زمین کو میں اپنے خاوند سے مہر کے عوض میں پائی ہوں اس کے علاوہ میرے پاس سونا ۲ تولے ہے جس کی قیمت -/۳۶۰ روپے ہے چاندی ۱۲ تولے جس کی قیمت -/۴۸ روپے ہے اس طرح کل جائداد -/۲۲۰۸ روپے ہے میں اس میں ⅒ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز قادیان کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہوگی اس کے ⅒ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ الامۃ سارا بی بی دستخط بزبان اڑیہ

گواہ شد شمشیر علی خاں ساکن تالیرکوٹ ڈاک خانہ خاص ضلع ڈھینکانال (اڑیسہ)
گواہ شد محمد شمس الحق ساکن پینکال ڈاک خانہ نیا پٹنہ ضلع کٹک اڑیسہ

وصیت نمبر ۱۳۶۶۵ - میں میرن بی بی صاحبہ اہلیہ ناصر خاں صاحب قوم پٹھان

پیشہ خانہ داری عمر ۸۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۶ء ساکن تالیرکوٹ ڈاک خانہ ڈھینکانال صوبہ اڑیسہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۶۶ ۲۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:

میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے۔ حق مہر مبلغ تین روپے (-/۳۰۰) گلے کا ہار طلائی وزنی ۴ تولہ قیمتی مبلغ -/۷۰۰ روپے ہے کل جائداد کی قیمت مبلغ ایک ہزار روپیہ ہے۔ میں اس کے ⅒ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اگر میرے مرنے کے بعد میری کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ⅒ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر اس کے بعد میں کوئی جائداد پیدا کروں یا ورثہ میں مجھے کہیں سے ملے تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز قادیان کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔

نوٹ۔ میرے خاوند غیر احمدی ہیں اس لئے میں ان کے دستخط نہیں کرا سکتی۔ لہٰذا مجبور ہوں میں اپنا حصہ جائداد ایک ماہ تک ادا کر دوں گی۔
الامۃ میرن بی بی زوجہ ناصر خاں ۸/۶۶ ۲۳
گواہ شد فتح محمد گجراتی قادیان حال پینکال ۸/۶۶ ۲۳
گواہ شد محمد شمس الحق مدرسہ احمدیہ پینکال (اڑیسہ)

آپ کا چندہ بدر مورخہ ۱۱/۶۶ ۲۸ سے ختم ہے

۱۰۰۳- مکرم امام علی صاحب اودے پور کشیا
۱۰۰۷- ،، میاں شمس الدین صاحب کلکتہ
۱۰۱۲- ،، محمد نعیم صاحب بہار
۱۰۱۶- ،، احمدی اینڈ کو شاہ جہان پور
۱۰۱۸- ،، محمد عبد الغنی صاحب ہنیتہ کلکتہ
۱۰۴۹ ،، عبد الرحمٰن خاں صاحب بھدرواہ
۱۰۵۱ ،، شیخ ظاہر الدین صاحب بی۔اے
۱۰۵۴- ،، محمد صدیق صاحب فاکی پور مخیو
۱۰۵۷ مکرمہ محمودہ خاتون صاحبہ کیرنگ
۱۰۷۵- مکرم حبیب احمد صاحب جمشید پور
۱۰۸۷ ،، حافظ عبد الشکور صاحب مدراس
۱۱۲۶ ،، حکیم محمد رمضان صاحب نلاکولہ
۱۱۴۲- ،، میر داؤد احمد صاحب مظفر پور
۱۱۴۶- ،، محمد حنیف صاحب سہارن پور
۱۱۸۹- ،، بابو محمد یوسف صاحب جموں
۱۱۹۰- ،، محمد عاشق صاحب خانپور ملکی
۱۲۳۳- ،، منشی نصیر الدین صاحب جیک ڈسنہ
۱۲۶۷- ،، محمد خلیل صاحب آف سرینگر
۱۲۷۴- ،، مہر الدین صاحب حیدرآباد
۱۲۷۵- ،، سید محسن صاحب سوانند پور
۱۲۸۰- ،، سید فضل احمد صاحب مظفر پور
۱۲۹۵- ،، عبد القیوم صاحب کشتواڑ
۱۲۹۸- ،، اکبر حسین صاحب حیدرآباد
۱۳۰۳- ،، محمد سلیمان ننگل ڈیم
۱۳۰۴- ،، جمال احمد صاحب کوریج
۱۳۰۶- ،، محمد ابراہیم صاحب بھدرواہ
۱۳۲۰- ،، یٰسین صاحب ریگر بھدرواہ
۱۳۴۶- ،، برکت اللہ صاحب سانڈھن
۱۳۲۸- ،، محمد حسن صاحب تندور
۱۳۴۸- دی سنڈیکیٹ حیدرآباد
۱۳۵۰- ،، حاجی محمد محسن صاحب یادگیر
۱۳۵۳- ،، شیر افنان صاحب مونگھیر
۱۳۵۴- ،، نذیر احمد یادگیر
۱۳۵۷- مکرم محمد شمس الدین صاحب حیدرآباد
۱۳۶۰- ،، سید منصور احمد صاحب کڈپا
۱۳۷۰- ،، محمد عبد اللہ صاحب [illegible]
۱۳۷۵- ،، پی احمد علی مرکرہ
۱۳۹۰- ،، شفیع احمد کلکتہ
۱۳۹۶- ،، الحاج ایم سورو سیو بنیٹ نہ
۱۴۰۹- ،، عبد المجید صاحب پاکر
۱۴۱۰- ،، شیخ محمد امام وڈمان
۱۴۱۱- ،، ایم۔ای۔ایل عبد القادر مدراس
۱۴۱۲- ،، جماعت احمدیہ کرونا کاپی
۱۴۱۷- ،، عبد السلام ایبرگ
۱۴۲۲- ،، اے سلام صاحب مونگھیر
۱۴۳۰- ،، یونس خاں صاحب کٹک
۱۴۳۱- ،، ایچ۔اے قریشی شاہجہان پور
۱۴۳۶- گرینڈ سٹور شوز ٹی کلکنڈ
۱۴۳۸- مکرم محمد ظہور الدین صاحب حیدرآباد
۱۴۴۳- ،، ڈاکٹر جعفر حسین صاحب
۱۴۴۶- ،، ایم محمد ایوب صاحب ایناگل پور
۱۴۴۷- ،، بدر غوث صاحب
۱۵۹۳- باجرہ رشید الدین حیدرآباد
۱۶۱۱- مکرم عبد المنان صاحب ،،
۱۶۳۶- ،، محمد عنایت اللہ صاحب کالا لاڑی
۱۱۰۳ ،، سید منور احمد صاحب کالاکوٹے
۱۴۷۵ ،، پی۔ایچ اسمٰعیل مرکرہ
۱۴۷۶- ،، محمد بشیر الدین صاحب یادگیر

امید ہے کہ مذکورہ بالا خریداران بدر اپنی اولین فرصت میں چندہ ارسال فرما دیں گے۔ اس وقت بدر مالی مشکلات سے دوچار ہے۔ ضرورت ہے اس امر کی خریداران بدر خود بھی اپنا چندہ بر وقت ارسال کریں اور دوسرے احباب میں اس کی خریداری اور اعانت کی تحریک کریں۔ مشکور ہوں۔ یاد دہانی بذریعہ خط بھی ان احباب کی خدمت میں اطلاع کر دی گئی۔

(مینیجر بدر)

خبریں

پیکنگ ۲۳ر جنوری۔ پیکن ریڈیو نے اعتراف کیا ہے کہ چین میں بعض لوگ غیر قانونی طور پر ٹیکس وصول کر رہے ہیں۔ ریڈیو نے اپیل کی ہے کہ ناجائز طور پر وصول کئے گئے ٹیکس سرکاری خزانہ میں جمع کرا دیئے جائیں۔ ریڈیو نے چینی کمیونسٹ پارٹی کے صدر ماؤزے تنگ کے حامیوں سے کہا ہے کہ وہ سرکاری بنکوں کی حفاظت کرنے میں فوج اور پولیس کی مدد کریں۔ بنکوں میں سٹے بازی اور درآمد بازی کا بول بالا ہے۔ ایک اور اطلاع ہے کہ ماؤزے تنگ کے مخالفوں نے مزدوروں کی اجرت میں بھاری اضافہ کر دیا ہے۔ اور آمد و رفت کی سہولیات مہیا کر دی ہیں۔ چین کے صوبہ ہوکین میں سرخ محافظوں اور لوگوں کے مابین تصادم ہوا۔ اور دس ہزار اشخاص نے سرخ محافظوں کے دفتر پر دھاوا بول دیا۔ دیہات میں کسانوں اور شہروں میں کام لینے والے مراکز نے جنہیں کمیون کہا جاتا ہے اپنا سارا سرمایہ ممبروں میں بانٹ دیا ہے۔ اور ریڈیو پیکن اپیلیں کر رہا ہے کہ کسان یہ نقدی لوٹا دیں۔

اورنگ آباد ۲۳ر جنوری۔ پردھان منتری شریمتی اندرا گاندھی نے اپنے بہار اور مہاراشٹر کے انتخابی دورہ کے سلسلہ میں کل اکولہ، ناندیڑ اور اورنگ آباد کے پبلک جلسوں میں تقاریر کیں۔ آپ شام کو پونے چھ بجے ناندیڑ سے اورنگ آباد پہنچیں۔ اس سے پیشتر اکولہ میں ایک انتخابی جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے آپ نے گئو ہتیا بند کرنے کے مطالبہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ جب یہاں انگریزوں کا راج تھا اور ہندو سبھا پیشن جا رہا تھا۔ اس وقت کسی نے بھی گئو ہتیا بند کرنے کا نعرہ نہیں لگایا تھا۔ آپ نے مزید کہا کہ ایسی ایجی ٹیشنوں سے دیش کی ترقی رکتی ہے۔ بعد ازاں ناندیڑ میں ایک انتخابی جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے پردھان منتری نے کہا کہ انتخابات کے موقعہ پر یہ اپوزیشن پارٹیاں عوام کے مذہبی جذبات ابھارنے کی کوشش کرتی ہیں۔ آپ نے یہ اعتراف کیا کہ کانگرس عوام کے کچھ مسائل حل کرنے میں ناکام رہی ہے۔ اور ہم خوراک کا مسئلہ تسلی بخش طور پر حل نہیں کر سکے۔ کیونکہ پچھلے چار سالوں میں دیش میں خشک سالی کا دور دورہ رہا ہے۔ لیکن ہم نے صنعتی میدان میں کافی ترقی کی ہے اور چینی اور پاکستانی حملہ آوروں کے جوانوں نے بڑی کامیابی سے مقابلہ کیا ہے اور وہ دن رات دیش کی سرحدوں کی حفاظت کر رہے ہیں۔

نئی دہلی ۲۳ر جنوری۔ معلوم ہوا ہے کہ مرکزی وزارت تعلیم تعلیمی کمیشن کے دو بھاشائی فارمولا کے سراسر خلاف ہے اور اس کی رائے ہے کہ اگر اس فارمولا پر عملدرآمد کیا گیا تو کئی طرح کی پیچیدگیاں اور مشکلات پیدا ہوں گی۔ چنانچہ وزارت تعلیم تین بھاشائی فارمولا کو عملی جامہ پہنانے پر زور دے گی۔ اس فارمولا کی رو سے ہر بچے کو تین بھاشائیں پڑھنی ہوں گی۔ (۱) مادری بھاشا (۲) قومی بھاشا ہندی (۳) انگریزی۔ یہ فارمولا غیر ہندی بھاشائی علاقوں کے لئے ہے۔ مگر جن صوبوں کی مادری زبان ہندی ہو گی انہیں ہندی اور انگریزی کے علاوہ ایک اور قومی بھاشا پڑھنی ہوگی۔ جبکہ تعلیمی کمیشن نے کہا دیا ہے کہ طلباء کو صرف دو بھاشائیں ہی پڑھائی جائیں۔ اور وہ ہوں مادری زبان اور انگریزی یا ہندی میں سے کوئی ایک۔ فارمولا سے ہندی نشرو اشاعت کو شدید نقصان پہنچنے کا احتمال ہے۔ مرکزی ہندی ڈائریکٹوریٹ نے ایک نوٹ تیار کیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ اگر تعلیمی کمیشن کے دو بھاشائی فارمولا کو اپنایا گیا تو اس کے نتائج ناپسندیدہ ہوں گے۔

ناگپور ۲۳ر جنوری۔ وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی نے آج کہا کہ امریکہ نے اناج دینے کے لئے جو شرطیں رکھی ہیں ان سے ہندوستان کی پوزیشن پر کوئی اثر نہیں پڑتا یہ شرطیں خوراک سے متعلق امریکی کانگرس کے نئے قانون کے تحت لگائی گئی ہیں لیکن اگر ان میں کوئی شرط ایسی ہوتی جو ہندوستان کے خلاف ہوتی تو ہندوستان اسے فوراً مسترد کر دیتا۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ نے ہندوستان سے کہا ہے کہ اگر اس کو امریکہ سے اناج لینا ہو تو اسے کمبوڈیا اور شمالی ویتنام سے تجارت بند کرنی ہوگی مسز گاندھی نے کہا کہ ہند پہلے ہی شمالی ویٹ نام سے تجارت بند کر چکا ہے

رنگون ۲۳ر جنوری۔ ہندوستان اور برما نے اپنے درمیان متنازعہ امور کو طے کر لیا ہے۔ یہ نتیجہ ہندوستان کے وزیر خارجہ مسٹر چھاگلہ اور برما کے وزیر خارجہ کے درمیان دو روزہ مذاکرات کے بعد نکلا ہے۔ مسٹر چھاگلہ نے برما کا سہ روزہ دورہ کیا۔ بات چیت کے بعد کل شام وزیر خارجہ ہندوستان مسٹر ایم۔ سی۔ چھاگلہ نے کہا کہ برما اور ہندوستان کے درمیان کوئی خاص اختلاف نہیں ہے۔ تین سوالات تھے جن پر بات چیت اطمینان بخش طریقہ پر ہوئی۔ اور اس بات چیت کا نتیجہ یہ نکلا کہ دونوں ملکوں کے درمیان کوئی متنازعہ سوال باقی نہیں رہا ہے سوالات پرامن طریقہ پر دونوں ملکوں کے درمیان سمجھوتہ ہو گیا ہے۔

وزیر خارجہ مسٹر چھاگلہ نے امید ظاہر کی برما کے وزیر خارجہ جلدی ہندوستان کا سرکاری دورہ کریں گے۔

دلی ۲۲ر جنوری۔ معلوم ہوا ہے کہ وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی نے چاپلوس کے میزو وفد کے اس مطالبہ کو نا منظور کر دیا ہے کہ میزو ہلز میں انتخابات ملتوی کر دیئے جائیں۔ معلوم ہوا ہے کہ مسز گاندھی نے فی الحال میزو لیڈروں کے اس مطالبہ کو بھی مسترد کر دیا ہے کہ میزو ہلز ضلع کو آسام سے الگ کر کے براہ راست مرکز کے زیر انتظام کر دیا جائے۔ معلوم ہوا ہے کہ وزیر اعظم نے وفد سے کہا کہ اگرچہ ضلع میں امن و امان کی صورت حال غیر یقینی ہے سیکیورٹی فورس کے دستے ابھی تک ان کا قلع قمع کرنے میں مصروف ہیں۔ اس صورت میں ایڈمنسٹریشن میں کسی تبدیلی کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ صرف نارمل حالات میں ہی کسی مسئلہ پر غور کیا جا سکتا ہے میں خود اس بات کے خلاف ہوں کہ چھوٹے چھوٹے رنٹ زیادہ تعداد میں بنیں۔

محترم صاحبزادہ صاحب کا حیدر آباد میں ورود

(بقیہ از صفحہ اول)

اس کے بعد برادرم محمد اسحٰق صاحب عزیزیہ (لندن) کی طرف سے اپنے بھائی مکرم عبدالرشید صاحب لندن کے نکاح کی خوشی میں ایک پرتکلف ٹی پارٹی افطاری کی صورت میں دی گئی۔ جس میں تمام حاضرین جلسہ شریک ہوئے۔

۶ر جنوری کو جمعۃ الوداع کے موقعہ پر محترم صاحبزادہ صاحب نے ایک روح پرور خطبہ دیا جس میں آپ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی دو اہم تحریکات وقف عارضی اور تعلیم القرآن پر زور دیا آپ کا یہ خطبہ اس قدر پر اثر اور وجد آفریں تھا کہ سب خوش کلامی سے ہو جاتا تھا۔ گویا کہ اک قدم ذرا کی اک اک بات تھی یا رس بھرا اک جام تھا

۷ر جنوری کو محترم صاحبزادہ صاحب کی واپسی کا پروگرام تھا۔ احباب جماعت وقت مقررہ سے پہلے ہی ہوائی اڈہ پر جمع ہو گئے تھے۔ بڑے ہی خلوص اور محبت کے ساتھ اپنے قابل احترام مہمان سیدنا حضرت المصلح الموعود کے لخت جگر خلیفہ وقت کے برادر اصغر کو الوداع کہا اور جب تک ہوائی جہاز نظر آتا رہا احباب جماعت زیر لب دعاؤں کے ساتھ ٹکٹکی باندھے کھڑے دیکھتے رہے!! اللہ تعالیٰ اس مقدس خاندان کے سبھی افراد کو صحت و سلامتی کی لمبی عمر عطا فرمائے اور ان کی برکات سے سبھی افراد جماعت کو وافر حصہ عطا فرمائے۔ آمین۔